باب 3

(BANK) بنک

ارتقائی اعتبار سے لفظ "بنک" بیشتر معیشت دانوں کے نزدیک اطالوی زبان کے الفاظ بنکس (Bancus)، بنکو (Banco) یا بنک (Banque) سے ماخوذ ہے جو بعد میں انگریزی زبان کے لفظ بنک (Bank) کے نام سے مشہور ہوا۔ ابتدا میں جب بنک موجود نہیں تھے تو لوگ اپنی پس انداز کی ہوئی فالتو رقوم اور قیمتی اشیا سوداگروں (Merchants)، مہاجنوں (Money Lenders) یا سناروں (Gold Smiths) کے پاس بطور امانت رکھوا دیتے تھے۔ قدیم زمانے میں سوداگروں، مہاجنوں اور سناروں کو معاشرے کا معزز، دولت منداور قابل اعتماد طبقہ سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے لوگ بلاخوف وخطرہ اپنی قیمتی اشیا مثلاً سونا، چاندی اور زر وغیرہ ان کے پاس جمع کروا دیتے تھے اور ضرورت پڑنے پر بغیر کسی معاوضہ یا صلہ دیئے واپس لے لیتے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب زری اثاثوں کو محفوظ رکھنے والوں نے محسوس کیا کہ چند ہی لوگ اپنی امانتیں وقت سے پہلے واپس لینے کا مطالبہ کرتے ہیں اور رقوم بیکار پڑی رہتی ہیں جبکہ کئی لوگ ان رقوم کو قرضہ پر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان حالات میں زر کو محفوظ رکھنے والوں نے اپنے فائدے کی غرض سے ضرورت مندوں کو قرضے دینے شروع کر دیئے جس پر اصل رقوم کے علاوہ زائد رقم سود کی شکل میں لینا شروع کر دی۔ دوسری طرف اپنے امانتداروں کی طلبی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اتنی رقوم اپنے پاس زر محفوظ کی صورت میں رکھ لیتے تھے جس سے لوگوں کو پریشانی نہ ہو اور ان کا اعتبار اور بھروسے کا مضبوط رشتہ قائم ہوتا چلا گیا جو اب باقاعدہ بنک کی شکل میں اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ اس طرح بنک دور حاضر کی معاشی سرگرمیوں اور سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لیے نہایت مفید کردار ادا کر رہے ہیں۔

3.1 بنک کا مفہوم (Meaning of Bank)

بنک ایک ایسا مالیاتی ادارہ ہے جو لوگوں کی بچائی ہوئی رقوم کو زر محفوظ کی حیثیت سے اپنے پاس رکھتا ہے اور ضرورت مندوں کو ان کی ضرورت کے وقت قرضے فراہم کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر بنک زر کا کاروبار کرتا ہے۔ یہ لوگوں سے ان کی فالتو رقوم قرض پر لیتا ہے اور کاروبار میں سرمایہ لگانے کے خواہشمند لوگوں کو قرض دیتا ہے۔

پروفیسر جی کراؤتھر (Professor G. Crowther) نے بنک کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی ہے۔

"بنک قرضوں کا کاروبار کرتا ہے۔ عوام سے امانتیں وصول کرتا ہے اور ضرورت مند لوگوں کو قرضہ مہیا کرتا ہے۔ چونکہ بنک کی جاری کردہ رسیدیں عوام بغیر کسی عذر قبول کر لیتے ہیں اور انہیں بطور زر استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح بنک زر کی تخلیق کرتے ہیں۔ اس طرح موجودہ دور کے بنک سوداگروں کی طرح مستقبل میں ادائیگیوں کے لیے تحریری اجازت ناموں کی طرح ڈرافٹ، مہاجنوں کی طرح قرضے فراہم کرتے ہیں اور سناروں کی طرح رسیدیں جاری کر کے زر اعتبار کی تخلیق کرتے ہیں۔"

پروفیسر سٹینلے (Professor Stanely) کے نزدیک

"Modern Commercial banks are profit making financial intermediaries. They attract funds through deposits or borrowing and use the funds to make loan."

موجودہ دور کے تجارتی بنک منافع کمانے والے مالی متوسلین ہوتے ہیں وہ ایک طرف امانتوں کے ذریعے عوام سے رقوم وصول کرتے ہیں اور دوسری طرف یہی امانتیں قرضہ دینے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح دور جدید کے تجارتی بنک درج ذیل کام سرانجام دیتے ہیں۔

(i) بنک لوگوں کی بچائی ہوئی رقوم بحفاظت اپنے پاس امانت کے طور پر رکھتے ہیں۔

(ii) بنک قرضے جاری کرنے کا کاروبار کرتے ہیں۔

(iii) بنک رقوم قرضوں میں جاری کر کے منافع کماتے ہیں۔

(iv) بنک زر اعتبار کی تخلیق کرتے ہیں۔

3.2 بنکوں کی اقسام (Kinds of Banks)

بنکوں کی اہم اقسام درج ذیل ہیں۔

(1) مرکزی بنک (Central Bank)

مرکزی بنک کسی ملک کے بنکاری نظام اور مالی اداروں کو مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ تمام تجارتی بنکوں کا ناظم اور رہبر ہوتا ہے۔ نفع کمانا اس کے لیے ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ بنک عوام کی بھلائی اور معاشی ترقی کے لیے کام کرتا ہے۔

پروفیسر ڈی کاک (Professor De Kock) کے مطابق:

"مرکزی بنک ملک کے بنکاری اور زری نظام کا سربراہ ہوتا ہے۔ یہ بنک ملک کے معاشی مفاد اور ترقی کی خاطر بہت سے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ یہ منافع کمانے کی بجائے عوام کی بھلائی اور اقتصادی ترقی کے لیے کام کرتا ہے۔ نفع کمانا اس کے لیے ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔"

مرکزی بنک نوٹ جاری کرتا ہے اور حکومت کے لیے بنکاری کی خدمات بھی سرانجام دیتا ہے۔ قومی پیداوار کی مقدار میں اضافہ کرنے، قومی وسائل کا بھرپور استعمال کرنے، زر کی قدر میں استحکام پیدا کرنے اور بچت و سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے لیے اپنی پالیسی وضع کر کے اپنے زیر نگرانی مالیاتی اداروں سے اس پالیسی پر عمل درآمد کرواتا ہے تاکہ زر کی مقدار کو کنٹرول کر کے قیمتوں کو استحکام بخشا جا سکے۔

پاکستان کے مرکزی بنک کا نام سٹیٹ بنک آف پاکستان ہے۔ یہ بحیثیت مرکزی بنک درج ذیل کام سرانجام دیتا ہے۔

(i) ملک کے سارے بنکاری نظام کو کنٹرول کرتا ہے۔

(ii) یہ بنک ملک میں نوٹ چھاپنے کی اجارہ داری رکھتا ہے۔

(iii) گردش زر کو کنٹرول کر کے ملک کے معاشی اور مالیاتی نظام کو استحکام بخشتا ہے۔

(iv) ملک میں موجود زر کی مقدار قیمتی دھاتوں اور زر مبادلہ کا محافظ ہوتا ہے۔

(v) یہ بنک عوام کی بھلائی اور معاشی بہتری کے لیے کام کرتا ہے۔ منافع کمانا اس بنک کا محض ثانوی عمل ہوتا ہے۔

(2) تجارتی بنک (Commercial Banks)

تجارتی بنک ملکی تجارت اور معاشی سرگرمیوں کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ بنک منافع کمانے کی غرض سے وجود میں لائے جاتے ہیں اس لیے یہ بنک لوگوں کی فالتو رقوم کو بطور امانت وصول کرتے ہیں اور انہیں منافع کمانے کی غرض سے شرح سود مقرر کر کے ضرورت مندوں کو قرضہ کی حیثیت سے دے دیتے ہیں۔ کاروباری حضرات کو قرضہ دینا، ان کی امانتیں محفوظ رکھنا، اور ہنڈیوں کو بٹہ لگانا ان بنکوں کے اہم فرائض ہیں۔ اس کے علاوہ بنک اپنے جاری کردہ قرضوں کی بنیاد پر زر کی تخلیق بھی کرتے ہیں اور اصل امانت میں سے کچھ رقم زر نقد محفوظ رکھ کر بقیہ رقم کا نیا قرضہ جاری کر دیتے ہیں۔ اس طرح حقیقی امانت کی بنیاد پر کئی گنا مالیت کے قرضے جاری کر دیتے ہیں۔

فشر (Fisher) کے مطابق:

"تجارتی بنک ایسے مالی ادارے ہوتے ہیں جو حکومت کی منظوری سے قائم کئے جاتے ہیں۔ یہ بنک لوگوں سے امانتیں وصول کرنے اور قرضے جاری کرنے کا کاروبار کرتے ہیں۔"

ماضی میں یہ بنک تجارتی مقاصد کی تکمیل کے لیے قلیل المیعاد قرضے فراہم کرتے تھے لیکن اب یہ بنک صنعت سازی، زرعی ترقی، صرفی ضروریات اور کاروبار کی تنوع اور ترقی کے لیے آسان شرائط پر قلیل اور طویل مدت قرضے جاری کرتے ہیں۔ پاکستان کے بڑے بڑے تجارتی بنک مثلاً حبیب بنک، مسلم کمرشل بنک، نیشنل بنک، الائیڈ بنک، یونائیٹڈ بنک، پنجاب بنک، فرسٹ وویمن بنک وغیرہ اپنی بنکاری خدمات بڑی مہارت سے ادا کر رہے ہیں۔ تجارتی بنکوں کی دو اہم اقسام ہوتی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(i) فہرستی بنک (Scheduled Banks)

یہ بنک اپنے بنکاری فرائض مرکزی بنک کے متعین کردہ اصول وضوابط کے مطابق سرانجام دیتے ہیں۔ ایسے بنکوں کو اپنا کاروبار شروع کرنے سے پہلے ملک کے مرکزی بنک سے اجازت لینا پڑتی ہے۔ ان بنکوں کو اپنی کل امانتوں کا ایک خاص تناسب زر نقد مرکزی بنک کے پاس محفوظ رکھنا پڑتا ہے تا کہ بُرے حالات میں مرکزی بنک ان کی مدد کر سکے۔ اس وقت پاکستان میں تقریباً تمام بنک فہرستی بنکوں کے زمرے میں آتے ہیں۔ فہرستی بنک دو طرح کے ہوتے ہیں۔ قومیائے گئے فہرستی بنک (Nationalized Scheduled Bank) اور پرائیویٹ فہرستی بنک (Private Scheduled Bank)۔ قومیائے گئے فہرستی بنکوں میں نیشنل بنک، پنجاب بنک اور فسٹ وویمن بنک شامل ہیں اور باقی پرائیویٹ فہرستی بنکوں میں شمار ہوتے ہیں۔

(ii) غیر فہرستی بنک (Non-Scheduled Banks)

یہ بنک بھی فہرستی بنکوں کی طرح مرکزی بنک کے متعین کردہ اصول وضوابط کے مطابق اپنے کام تو سرانجام دیتے ہیں لیکن کئی معاملات میں فہرستی بنکوں کی طرح پابند نہیں ہوتے جیسا کہ ایک خاص تناسب سے زر نقد مرکزی بنک کے پاس محفوظ رکھنا وغیرہ۔ ان بنکوں کے لیے سرمایہ کی کوئی حد مقرر نہیں ہوتی اور نہ ہی مرکزی بنک بُرے حالات میں ان کی مدد کرتا ہے۔

(3) زرعی بنک (Agriculture Banks)

زرعی بنک خاص طور پر زرعی شعبہ کی تنوع و ترویج کے لیے عمل میں لائے جاتے ہیں یہ بنک زراعت کی ترقی کے لیے کسانوں اور

کاشتکاروں کو آسان شرائط پر قلیل المیعاد اور طویل المیعاد قرضے فراہم کرتے ہیں تاکہ کاشتکار حضرات بروقت کھاد، اعلیٰ بیج، ادویات اور زرعی آلات خرید سکیں۔ زرعی بنک کسانوں کو آبیانہ ادا کرنے اور سیم وتھور سے متاثرہ زمینوں کو قابل کاشت بنانے کے لیے بھی قرضے فراہم کرتے ہیں۔ جن ممالک میں زراعت، معیشت کا سب سے بڑا شعبہ ہوتا ہے وہاں پیداوار، زراعت کی ترقی اور زرعی جدت سازی میں اضافہ کے لیے یہ بنک بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پاکستان میں زرعی ترقیاتی بنک لمیٹڈ (Zarai Taraqiati Bank Ltd) زراعت کی ترقی کے لیے نہایت اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اس بنک نے کسانوں کو زرعی ضروریات کی تکمیل کے لیے قرضے دینے کا ایک وسیع وعریض نظام قائم کر رکھا ہے جس میں زرعی ترقیاتی بنک کے موبائیل کریڈٹ آفیسر زدیہاتوں میں جا کر کسانوں کو زرعی قرضے اور ماہرانہ مشورے دیتے ہیں۔

(4) صنعتی بنک (Industrial Banks)

یہ بنک صنعتی ترقی اور صنعت کی کارکردگی کو بڑھانے کے لیے قائم کئے جاتے ہیں۔ حکومتِ پاکستان نے اس سلسلے میں 1957 میں پاکستان انڈسٹریل کریڈٹ اینڈ انوسٹمنٹ کارپوریشن (Pakistan Industrial Credit and Investment Corporation) (PICIC) اور 1961 میں صنعتی ترقیاتی بنک (Industrial Development Bank of Pakistan) کے نام سے بنک قائم کر رکھے ہیں جو صنعتکاروں کو قلیل المیعاد اور طویل المیعاد ملکی وغیر ملکی قرضے فراہم کرتے ہیں۔ چونکہ صنعتکاروں کو پیداواری عمل کو بڑھانے، مشینیں، آلات، عمارات کی تعمیر اور صنعتی ضروریات کی تکمیل کے لیے سرمائے کی ضرورت پڑتی ہے تو ایسے میں مذکورہ بنک صنعتکاروں کو آسان شرائط پر قرضے فراہم کر دیتے ہیں۔ جس کی بدولت ملکی صنعت خوب ترقی کرتی ہے۔ ملکی مصنوعات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ صنعتوں میں ٹیکنالوجی اور مہارت کا استعمال بڑھ جاتا ہے۔ مصارفِ پیدائش کم ہو جاتے ہیں اور صنعتوں کو پھلنے پھولنے کا موقع ملتا ہے۔ پاکستان میں صنعت افروزی کے لیے اور بھی مالیاتی ادارے اپنی خدمات بڑی مہارت سے سرانجام دے رہے ہیں جن میں انوسٹمنٹ کارپوریشن آف پاکستان Investment Corporation of Pakistan(ICP)، ایکویٹی پارٹیسیپیشن فنڈ (Equity Participation Fund) (EPE) اور بینکرز ایکویٹی لمیٹڈ (Bankers Euqity Ltd.) قابل ذکر ہیں۔

(5) تعاونی بنک (Cooperative Banks)

یہ بنک زرعی پیداواری شعبوں میں تعاونی کاروباری سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لیے آسان شرائط پر قرضے فراہم کرتے ہیں۔ یہ بنک اپنی مدد آپ کے اصول کے تحت کام کرتے ہیں۔ یہ بنک زمینداروں اور کاشتکاروں کو قرضے فراہم کرتے ہیں جو امداد باہمی کی انجمنوں کے اراکین ہوتے ہیں۔ بالفاظ دیگر یہ بنک عموماً امداد باہمی کی قرضہ کی انجمنوں کو قرضے دیتے ہیں۔ امداد باہمی کی انجمنوں کے اراکین مشترکہ قرضوں سے جدید مشینری، آلات، ٹریکٹر، ویٹ تھریشر اور دیگر زرعی مداخل خریدتے ہیں اور زراعت کی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔ پاکستان میں تحصیل کی سطح پر تعاونی بنک قائم ہیں یہ بنک اپنے مالی وسائل، صوبائی تعاونی بنکوں سے حاصل کرتے ہیں جبکہ صوبائی تعاونی بنک، وفاقی تعاونی بنکوں سے مالی وسائل حاصل کرتے ہیں۔ ان تمام امدادی تعاونی بنکوں کی سرپرستی حکومت پاکستان اور سٹیٹ بنک آف پاکستان کے ذمہ ہے۔

(6) بچت بنک (Saving Banks)

بچت بنک دراصل کوئی مخصوص بچت کے مالیاتی ادارے نہیں ہوتے بلکہ تمام تجارتی بنک، قومی بچت کے مراکز اور ڈاک خانے

کے بنک، بچت بنک کے نام سے لوگوں کے اندر بچتوں کا رجحان پیدا کرنے کے لیے اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ان بنکوں میں عموماً کم آمدنی پانے والے افراد اپنی پس اندازکی ہوئی رقوم باقاعدگی سے جمع کرواتے ہیں اوران پر سود حاصل کرتے ہیں۔پاکستان میں مرکزی بنک کے علاوہ تمام مذکورہ مالیاتی ادارے بچت بنک کی حیثیت سے لوگوں کو بچتیں جمع کروانے کی سہولتیں فراہم کر رہے ہیں اور لوگوں کی رقوم کو سرمایہ کاری اور کفالتوں کی خریداری پر خرچ کر کے خاطر خواہ منافع حاصل کرتے ہیں اور اسی منافع سے لوگوں کو ان کی امانتوں پر ایک معقول شرح سے سود ادا کرتے ہیں۔اس طرح لوگوں کے اندر بچت کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے اور سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

(7) مبادلہ بنک (Exchange Banks)

یہ بنک ملکی کرنسی کو غیر ملکی کرنسی میں بدلنے کا کام سرانجام دیتے ہیں اور کمیشن وصول کرتے ہیں۔ یہ بنک درآمد کنندگان اور برآمد کنندگان کو تجارتی لین دین میں آسانی کے لیے برآمدی تاجروں کی پیش کردہ غیر ملکی ہنڈیوں پر بٹہ لگا کر انہیں مالی وسائل مہیا کرتے ہیں اور ڈرافٹ کی سہولت فراہم کر کے غیر ملکی ادائیگیوں کو آسان بنا دیتے ہیں۔ یاد رہے تبادلہ کے بنک علیحدہ سے قائم نہیں کئے جاتے بلکہ تمام ملکی و غیر ملکی تجارتی بنک سٹیٹ بنک آف پاکستان کی اجازت سے اس کے ایجنٹ کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ پاکستان میں مبادلہ بنک کے فرائض نیشنل بنک آف پاکستان، مسلم کمرشل بنک، الائیڈ بنک، یونائیٹڈ بنک، حبیب بنک اور غیر ملکی بنک مثلاً امریکن ایکسپریس، چارٹرڈ بنک، نیشنل اینڈ گرینڈ لیز بنک لمیٹڈ بڑی مہارت سے زرمبادلہ کا کاروبار کر رہے ہیں۔

(8) رہن رکھنے کے بنک (Mortgage Banks)

یہ بنک قرض حاصل کرنے والوں کی جائیدادیں، مکانات، فیکٹریاں اور دیگر قیمتی اشیا بطور رہن رکھ کر انہیں قرضے فراہم کرتے ہیں۔ پاکستان میں ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن (House Building Finance Corporation) (HBFC) اور تمام تجارتی بنک رہن رکھنے کی سہولت فراہم کر رہے ہیں۔ دور حاضر میں معاشی سرگرمیوں کے پھیلاؤ میں رہن رکھنے کی پالیسی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ زیادہ تر تجارتی قرضے لوگوں کے قیمتی اثاثوں کو رہن رکھ کر ہی جاری کرتے ہیں اور قرضوں کی واپسی تک یہ بنک ان اثاثوں کو اپنی ملکیت میں رکھ کر ان سے مالی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

3.3 تجارتی بنکوں کے فرائض (Functions of Commercial Banks)

تجارتی بنکوں کے اہم فرائض درج ذیل ہیں۔

(1) لوگوں کی امانتیں وصول کرنا (Accepting Deposits)

عام مشاہدے میں آیا ہے کہ جن لوگوں کے پاس روزمرہ ضروریات کی خرید و فروخت اور اخراجات کے بعد جو زائد رقوم بچ جاتی ہیں انھیں وہ بنکوں میں جمع کروا دیتے ہیں کیونکہ ان کے پاس نہ تو ان رقوم کو حفاظت سے رکھنے کا کوئی انتظام موجود ہوتا ہے اور نہ ہی وہ عام طور پر ان رقوم کو کسی کاروبار میں لگاتے ہیں۔ بنک لوگوں کو ان رقوم پر نہ صرف سود کی شکل میں منافع دیتے ہیں بلکہ ان امانتوں کے مکمل تحفظ کی یقین دہانی کے ساتھ لوگوں کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ جب چاہیں اپنی امانتیں بلا روک ٹوک واپس لے سکتے ہیں۔اس طرح بنکوں کے

فراہم کردہ اعتماد اور بھروسے کی وجہ سے لوگ بغیر کسی خوف و خطر اپنی امانتیں بنکوں میں درج اپنے کھاتوں میں جمع کرواتے ہیں۔

(i) طلبی کھاتے یا امانتیں (Demand Deposits)

طلبی امانتوں کو چلنت یا رواں کھاتہ (Current Account) بھی کہتے ہیں یہ ایسی امانتیں ہوتی ہیں جنہیں ان کے مالک جب چاہیں بنکوں سے نکلوا سکتے ہیں۔ ان امانتوں پر بنک کوئی سود ادا نہیں کرتا۔ کیونکہ بنک ایسی امانتوں کو نہ تو قرضوں کی صورت میں جاری کرتا ہے اور نہ ہی انہیں کسی کاروبار میں لگاتا ہے۔ عموماً کاروباری حضرات اپنی رقوم طلبی امانتوں کے کھاتوں میں محفوظ رکھنے کے لیے جمع کرواتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت انہیں بنک سے نکلوا کر فوری ادائیگیوں کے لیے استعمال میں لاسکیں۔ ایسی امانتوں کو بنک کے اوقات کے دوران جتنی بار چاہیں جمع کروایا نکلوا سکتے ہیں۔ بنک صرف امین کے طور پر اپنا فرض ادا کرتا ہے اور کسی قسم کی پابندی یا شرط لاگو نہیں کرتا۔

(ii) میعادی امانتیں (Time Deposits)

جن لوگوں کے پاس فالتو رقوم ہوتی ہیں اور وہ انہیں ایک خاص عرصہ تک استعمال میں نہیں لانا چاہتے تو وہ انہیں بنکوں کے میعادی کھاتوں میں جمع کرا دیتے ہیں۔ چنانچہ بنک ایسی امانتوں کو مقررہ میعاد پوری ہونے سے پہلے اپنے استعمال میں لا کر شرح سود کما سکتے ہیں۔ ایسی امانتوں کی واپسی کی میعاد جتنی زیادہ طویل عرصہ پر محیط ہوتی ہے بنک اسی شرح سے امانت داروں کو سود (یعنی منافع) ادا کرتا ہے۔ ایسی امانتوں کو مقررہ وقت سے پہلے بنک سے نکلوایا نہیں جاسکتا کیونکہ بنک ان امانتوں پر دیگر کھاتوں کی نسبت زیادہ شرح سود یا منافع ادا کرتا ہے۔ تاہم اگر امانت دار کو غیر متوقع طور پر رقم کی اشد ضرورت پیش آجائے تو بنک اپنے گاہکوں کو سہولت فراہم کرتے ہیں کہ وہ پیشگی نوٹس دیکر اپنی رقوم نکلوا سکتے ہیں جن پر بنک اپنے اصول وضوابط کے تحت سروس چارجز کاٹ لیتا ہے۔

(iii) بچت امانتیں (Saving Deposits)

ایسی امانتیں عام طور پر لوگوں کی بچائی ہوئی چھوٹی چھوٹی رقوم پر مشتمل ہوتی ہیں۔ جن پر بنک انھیں ایک خاص شرح سود یا منافع ادا کرتا ہے۔ ایسے کھاتے نہ صرف لوگوں میں بچت کرنے کی ترغیب کو فروغ دیتے ہیں بلکہ بنکوں کو سرمایہ کاری کے لیے خاطر خواہ مالی وسائل حاصل ہو جاتے ہیں جن پر وہ شرح سود حاصل کرتے ہیں۔ ایسی امانتوں کو بنکوں سے بیک وقت نکلوایا نہیں جاسکتا بلکہ ہفتہ میں ایک یا دو بار تھوڑی تھوڑی سی مقدار میں نکلوایا جاسکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ بنک سے نکلوائی جانے والی رقم کی مالیت بنک کی مقرر کردہ مقدار سے زیادہ نہ ہو بصورت دیگر بنک کو رقم نکلوانے سے پہلے نوٹس دینا ضروری ہوتا ہے۔ بنک ایسی امانتوں پر میعادی قرضوں کے مقابلے میں کم شرح سے سود یا منافع ادا کرتا ہے۔

(iv) نفع ونقصان کی شراکتی امانتیں (Profit & Loss sharing Deposits)

پاکستان نے یکم جولائی 1981 کو پاکستان میں تمام بنکوں میں بلاسود بنکاری نظام کو رائج کر دیا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے امانت داروں کے لیے نفع ونقصان کے شراکتی کھاتے کھولے گئے جن کو یکم جولائی 1985 میں تمام بنکوں نے جاری کر دیا۔ بنک ایسی امانتوں پر پیشگی طے شدہ سود کی بجائے مختلف شرح سے منافع یا نقصان ادا کرتا ہے۔ کیونکہ ایسی امانتوں کو قرضوں میں جاری کر کے اگر بنک کو منافع ہو تو امانت دار کو منافع میں سے حصہ دیا جاتا ہے اور نقصان کی صورت میں امانت دار بھی نقصان برداشت کرتا ہے۔ اس طرح امانتیں

جمع کروانے والے بنک کو ہونے والے نقصان اور منافع میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ نفع ونقصان کے شراکتی کھاتے پیچیدگیوں کی بنا پر کامیابی سے ہمکنار نہ ہوسکے اور محض سود کا نام تبدیل کر کے منافع رکھ دیا گیا۔ بہرحال ان کھاتوں پر منافع کی شرح مقرر نہیں ہوتی بلکہ بنک ہر چھ ماہ بعد اپنے کاروباری منافع کی بنیاد پر منافع کی شرح کا اعلان کرتے ہیں جو مختلف وقتوں میں مختلف ہوتی ہے۔

(2) قرضے جاری کرنا (Advancing Loans)

تجارتی بنکوں کا دوسرا اہم فرض ضرورت مندوں، تاجروں اور آجروں کو قرضے فراہم کرنا ہے۔ بنک اس سہولت کے تحت لوگوں کو تجارتی اور صرفی مقاصد کے لیے قلیل المیعاد اور طویل المیعاد قرضے فراہم کرتا ہے اور ان قرضوں پر بھاری مقدار میں شرح سود وصول کرتا ہے۔ قرضوں کے اجرا کے وقت ہر بنک کو اپنے نقد ذخائر اور قرض میں اس دی جانے والی رقوم کے درمیان ایک خاص توازن برقرار رکھنا پڑتا ہے تا کہ امانت داروں کے مطالبات پورے ہوسکیں اور ان کی ساکھ کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔ اس مقصد کے لیے ہر بنک اپنی کل امانتوں کا 20 سے 30 فیصد حصہ زرنقد کی صورت میں محفوظ رکھتا ہے تا کہ بوقت ضرورت امانتداروں کو ان کی طلب کے مطابق رقم ادا کر سکے۔ یاد رہے زرنقد محفوظ رکھنے کا تناسب مرکزی بنک طے کرتا ہے۔ اس لیے بنکوں کے جاری کردہ قرضے زرنقد محفوظ رکھنے کے تناسب سے منسلک ہوتے ہیں۔ بنک لوگوں کو قرضے جاری کرتے وقت ان کی جائیدادیں، زمینیں، زیورات، کفالتیں اور قیمتی اشیا بطور ضمانت رہن رکھتا ہے تا کہ قرضوں کی واپسی میں مشکلات درپیش نہ آئیں۔ بنک لوگوں کو درج ذیل طریقوں سے قرضے جاری کرتے ہیں۔

(i) قرضوں کا حساب کھولنا (Opening Loan Account)

تجارتی بنک قرض جاری کرتے وقت گاہکوں سے قرضے کی رقم سے زیادہ مالیت کی جائیداد یا قیمتی اثاثے ضمانت کے طور پر طلب کرتے ہیں۔ اگر قرض حاصل کرنے والا بنک کا مطالبہ پورا کردے تو بنک اسے قرضے جاری کر دیتا ہے لیکن قرض دیتے وقت گاہک کو فوری زرنقد حوالے نہیں کرتا بلکہ گاہک کے نام ایک نیا کھاتہ کھولتا ہے۔ قرض کی رقم اس کے کھاتے میں جمع کر کے چیک بک اس کے حوالے کر دیتا ہے اور سہولت دیتا ہے کہ وہ جب چاہے اپنی رقم چیک کے ذریعہ بنک سے نکلوا سکتا ہے۔ بنک کے اس عمل سے قرضے میں دی جانے والی رقم نہ صرف چیکوں کی بدولت بنکوں کی تحویل میں رہتی ہے بلکہ ہر نئی امانت زر کی تخلیق کا باعث بنتی ہے۔ جن سے بنکوں کو خوب فائدہ حاصل ہوتا ہے اور وہ قرض داروں سے خاطر خواہ سود حاصل کرتے ہیں۔

(ii) اوورڈرافٹ کی سہولت (Over Draft Facility)

بنک یہ سہولت صرف ان کھاتے داروں کو فراہم کرتا ہے جن کے لین دین کا معاملہ بنک کے ساتھ اچھا اور مستقل نوعیت کا ہو۔ لہٰذا قرض دار اس سہولت کے تحت بھی بنکوں سے قرضے حاصل کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی کاروباری شخص کو بنک میں موجود اپنی رقم سے زائد رقم کی ضرورت پیش آجائے تو بنک اسے کھاتے میں موجود رقم سے زیادہ مالیت کی رقم نکالنے کی اجازت دے دیتا ہے۔ لیکن زائد رقم دینے کی حد ہر گاہک کے لیے مختلف ہوتی ہے۔ اس لیے اسے اوورڈرافٹ کی حد بھی کہتے ہیں۔ یاد رہے بنک صرف اوورڈرافٹ کے تحت دی جانے والی رقم پر ہی سود حاصل کرتا ہے اس لیے کاروباری حضرات اوورڈرافٹ کے ذریعے ہی زیادہ قرضے جاری کرواتے ہیں۔ بنکوں کی اس سہولت کے تحت نہ صرف قرض داروں کو فائدہ ہوتا ہے بلکہ کاروبار کو وسعت ملتی ہے اور بنکوں کے منافع جات بھی بڑھ جاتے ہیں۔

(iii) ہنڈیوں پہ بٹہ لگانا (Discounting Bill of Exchange)

ہنڈی ایک ایسی کاروباری دستاویز ہے جس پر اُدھار لیے گئے تجارتی مال کی نوعیت، قسم، قیمت، سودے کی تاریخ، رقم واپس ادا کرنے کی تاریخ اور اصل رقم بمعہ واجب الادا سود درج ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ہنڈی پر قرضدار کی دستخط شدہ تحریر لکھی ہوتی ہے کہ وہ قرض لے جانے والی رقم بمعہ سود قرض خواہ کو ہنڈی پر درج وقت کے اندر ادا کر دے گا۔ اس طرح قرض دار اور قرض خواہ کے درمیان جو تحریری معاہدہ طے پاتا ہے وہ ہنڈی کہلاتا ہے۔ قرض خواہ یہ ہنڈی اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور وقت مقررہ سے پہلے سود کی رقم قرضدار سے طلب نہیں کرسکتا۔ تاہم اگر قرض خواہ کو ہنڈی کی رقم مدت ختم ہونے سے پہلے ہی درکار ہو تو وہ ہنڈی کسی بھی تجارتی بنک کے پاس فروخت کر کے مطلوبہ رقم حاصل کرسکتا ہے۔ بنک کے ہنڈی کے عوض قرضے دینے کے عمل کو ہنڈی پر بٹہ لگانا کہتے ہیں۔ یاد رہے بنک ہنڈی پر بٹہ لگاتے وقت سود کی رقم کاٹ کر باقی رقم ادا کرتا ہے اور خود مدت پوری ہونے پر ہنڈی پر درج رقم قرض دار سے بمعہ سود وصول کر لیتا ہے۔ اس طرح بنک کو دُہرا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

(3) سہل آلہ مبادلہ (Convenient Medium of Exchange)

تجارتی بنکوں نے کاروباری لین دین کے معاملات میں چیکوں اور ڈرافٹ کو جاری کر کے رقوم کی ادائیگیوں میں بڑی آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ کیونکہ جب کوئی بڑی کاروباری ادائیگی کرنسی نوٹوں میں کی جاتی ہے تو ان کرنسی نوٹوں کو بحفاظت منتقل کرنا، گننا اور اصلی نقلی کی شناخت کرنا بڑا دشوار گزار کام ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسی ادائیگیوں میں بنکوں کے چیک اور ڈرافٹ نسبتاً آسان آلہ مبادلہ ثابت ہوتے ہیں اور لوگوں میں قابل قبول بھی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بنک اپنے گاہکوں کے لیے ملکی، غیر ملکی سفر کے دوران سفری چیک (Travelling Cheque) بھی جاری کرتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت ان کو کیش کروا کر اپنی ادائیگیاں چکا سکیں۔

(4) انتقال زر (Transfer of Money)

تجارتی بنک اپنے گاہکوں کی رقوم ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے چیک، پے آرڈر، ڈرافٹ، ٹیلی فونک اور برقیاتی منتقلی جیسی سہولتیں فراہم کرتے ہیں۔ جن کے ذریعے لوگ اپنی رقوم باحفاظت اور مختصر وقت میں اپنی خواہش کے مطابق جہاں چاہیں منتقل کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی شخص کو دوسرے شہر بھاری رقم منتقل کرنا ہو تو رقم ارسال کرنے والا شخص اپنے شہر کے کسی بھی بنک میں رقم جمع کروا کر ڈرافٹ حاصل کر لیتا ہے جس پر رقم کی مالیت، رقم وصول کرنے والے کا نام اور اس کے شہر میں موجود بنک کی شاخ کا نام درج ہوتا ہے۔ ارسال کنندہ اس ڈرافٹ کو بذریعہ ڈاک یا کسی دوسرے ذریعہ سے وصول کنندہ کو بھیج دیتا ہے۔ وصول کنندہ یہ رقم مطلوبہ بنک سے حاصل کر لیتا ہے۔ اس طرح ایک بڑی رقم بحفاظت دوسرے شہر منتقل ہو جاتی ہے۔ یاد رہے کہ بنک ایسی تمام سہولتوں کے عوض رقم کی مالیت کے تناسب سے معمولی سا معاوضہ سروس چارجز کی صورت میں وصول کر لیتا ہے۔

(5) سرمایہ کاری کا ذریعہ (Means of Investment)

تجارتی بنک نہ صرف خود ترقیاتی منصوبوں میں منافع کمانے کی غرض سے سرمایہ کاری کرتے ہیں بلکہ لوگوں کو بھی سرمایہ کاری کرنے کے لیے رہنمائی کرتے ہیں تجارتی بنک مختلف کمپنیوں کے حصص اور حکومت کی تمسکات اور کفالتیں خریدتے اور بیچتے ہیں اور لوگوں کو بھی ان حصص اور تمسکات کی خرید و فروخت میں مدد دیتے ہیں۔ اس طرح عام لوگ اور بنک سرمایہ کاری سے خوب استفادہ کرتے ہیں۔ بنک

اور آمدنی کی وصولی میں حائل وقفہ پر ہوتا ہے اگر گھرانے کی آمدنی کا معیار بلند ہوتو ضروریات پوری کرنے کیلئے نسبتاً زیادہ رقم زرنقد کی صورت میں رکھنا پڑتی ہے لیکن اگر آمدنی کا معیار پست ہوتو ضروریات پوری کرنے کیلئے کم رقم رکھی جائے گی۔اس طرح اگر آمدنی کی وصولی میں لمبا عرصہ ہوتو گھرانے حفظ ماتقدم کے تحت ضرورت سے زیادہ رقم نقدی کی صورت میں طلب کرتے ہیں اور اگر آمدنی وصول کرنے کا عرصہ مختصر ہوتو کم رقم سے بھی کام چل جاتا ہے۔مزید برآں ہم جانتے ہیں کہ اگر لوگوں کی آمدنیاں بڑھ گئی ہوں تو ان کی نقد رقم رکھنے کی خواہش بھی بڑھ جاتی ہے اور آمدنی میں کمی کے ساتھ کم ہوجاتی ہے۔یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ افراد جو رقم روزمرہ کی ضروریات کے لیے اپنے پاس نقد صورت میں رکھتے ہیں اس کی طلب شرح سود سے متاثر نہیں ہوتی۔شرح سود بڑھ جائے یا کم ہوجائے لوگ اس رقم کی نقدیت سے دستبردار نہیں ہوتے کیونکہ یہ رقوم انہیں ہر حال میں اپنے پاس روزمرہ کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے رکھنا پڑتی ہیں۔

ii۔کاروباری ضروریات (Business Motive)

کاروباری حضرات بھی اپنے روزمرہ کے کاروباری اخراجات کو پورا کرنے کیلئے آمدنی کا کچھ حصہ اپنے پاس نقد رقم کی صورت میں رکھتے ہیں۔وہ اس رقم کو خام مال کی خریداری، مزدوروں کی اُجرتیں اور نقل وحمل کے اخراجات پر خرچ کرتے ہیں۔کاروباری مقاصد کے لیے رکھی جانے والی نقد رقم کا انحصار کاروبار کی وسعت اور پھیلاؤ پر ہوتا ہے۔اگر کاروبار کا پیمانہ بڑا ہوتو روزمرہ کے لیے زیادہ رقم مختص کی جاتی ہے اور چھوٹے کاروبار کے لیے کم رقم زرنقد کی صورت میں رکھی جاتی ہے۔گھریلو مقاصد کے لیے رکھی جانے والی رقوم کی طرح کاروباری رقوم بھی شرح سود سے متاثر نہیں ہوتیں۔بلکہ شرح سود کچھ بھی ہو یہ جوں کی توں طلب کی جاتی ہیں۔جیسا کہ ڈائیگرام سے ظاہر ہے کہ زر کی طلب برائے روزمرہ ضروریات کا خط Y,Mtd محور کے متوازی ہے جس کا مطلب ہے زر کی طلب برائے لین دین یا روزمرہ ضروریات کے لیے زر کی طلب شرح سود سے متاثر نہیں ہوتی۔شرح سود R1 سے R2 ہوجاتی ہے لیکن زر کی روزمرہ ضروریات کی طلب Mtd ہی رہتی ہے۔

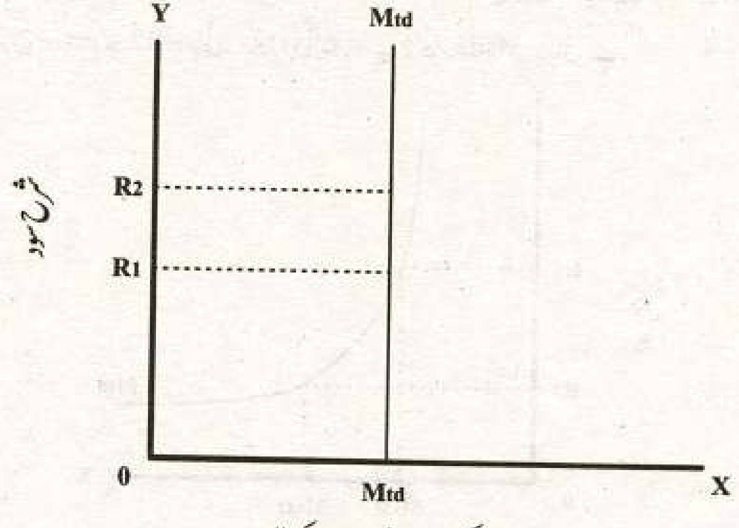

زر کی روزمرہ ضروریات کی طلب

(2) ناگہانی ضروریات کا محرک (Precautionary Motive)

ناگہانی ضروریات کے محرک کو محرک پیش بندی بھی کہتے ہیں۔ گھرانوں کو بیماری، ناخوشگوار حادثات، بے روزگاری یا تعلیم و تربیت اور کئی دوسرے ہنگامی معاملات کو نپٹانے کیلئے زرِ نقد کی ضرورت ہوتی ہے۔ ناگہانی ضروریات کا مقابلہ کرنے کیلئے جو رقم رکھی جاتی ہے اس کا انحصار بھی لوگوں کی مالی حیثیت پر ہوتا ہے۔ امیر لوگ اس مد میں زیادہ رقم رکھتے ہیں جبکہ کم آمدنی والوں کو کم رقم درکار ہوتی ہے۔ چونکہ پیش بندی محرک کے تحت رکھی جانے والی رقوم آمدنی کا معمولی حصہ ہوتی ہیں۔ اس لیے یہ شرح سود سے متاثر نہیں ہوتی۔ گھرانوں کی طرح کاروباری اداروں کو بھی مستقبل میں ہنگامی حالات (مثلاً مشین خراب ہو جانا، فیکٹری میں اچانک آگ بھڑک اٹھنا۔ مخالف فرموں کا مقابلہ کرنا۔ غیر متوقع کاروباری لین دین وغیرہ) سے بخوبی نپٹنے کے لیے کچھ رقم بحیثیت زرِ نقد رکھنا پڑتی ہے تاکہ بُرے حالات میں متذکرہ معاملات کو احسن طریقہ سے حل کیا جا سکے۔ چونکہ کاروباری مقاصد کے لیے رکھی جانے والی رقوم بھی کل آمدنی کا معمولی حصہ ہوتی ہیں اس لیے شرح سود ان کو متاثر نہیں کر سکتی۔ لہٰذا اس قسم کی زر کی طلب کا خط بلحاظ شرح سود غیر لچکدار ہوتا ہے۔

(3) تخمینی محرک (Speculative Motive)

تخمینی محرک کو سٹہ بازی بھی کہتے ہیں۔ لوگ اپنی پس انداز کی ہوئی رقم کو مختلف اداروں کی کفالتوں کی خرید و فروخت پر خرچ کر کے منافع کماتے ہیں۔ چونکہ شرح سود میں اُتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے اس لیے سٹہ باز مستقبل میں قیمتوں میں تبدیلی کے رجحان کا فائدہ اٹھانے کیلئے مختلف کمپنیوں کے حصص اور بانڈز خرید لیتے ہیں۔ لہٰذا مستقبل میں بڑھتی ہوئی شرح سود کا فائدہ اٹھانے کیلئے سٹہ باز اپنی آمدنی کا نمایاں حصہ اسی مقصد کے لیے زرِ نقد کی صورت میں رکھ لیتے ہیں۔ زر کی طلب براہ راست شرح سود سے متاثر ہوتی ہے۔ یعنی شرح سود بڑھنے کی صورت میں لوگ زر اپنے پاس رکھنے کی بجائے قرضوں میں دے کر بلند شرح سود کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس طرح بلند شرح سود پر زر کی طلب گر جاتی ہے اور شرح سود کم ہونے پر زر کی طلب بڑھ جاتی ہے۔ جیسا کہ ڈائیگرام میں دیکھایا گیا ہے۔ شرح سود R1 ہے تو زر کی تخمینی طلب Msd1 ہے۔ جب شرح سود کم ہو کر R2 ہو جاتی ہے تو زر کی تخمینی طلب بڑھ کر Msd2 ہو جاتی ہے۔

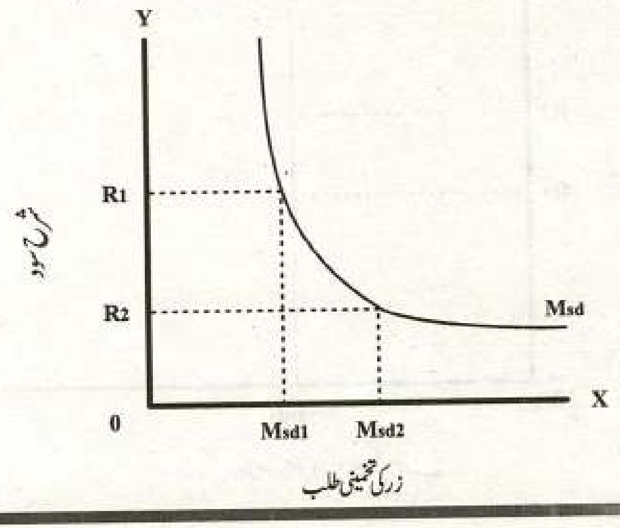

2.8 زر کی رسد (Supply of Money)

زر کی رسد سے مراد زر کی وہ مقدار جو ایک خاص عرصہ وقت میں معیشت کے اندر گردش کر رہی ہوتی ہے۔ یعنی زر کی جو مقدار لوگوں کے پاس سکوں، کاغذی نوٹوں اور اعتباری زر کی صورت میں موجود ہوتی ہے وہ زر کی رسد کہلاتی ہے۔ کسی ملک میں زر کی جتنی مقدار گردش میں ہوگی اتنی ہی زر کی رسد زیادہ ہوگی۔ زر کی رسد کے مفہوم کو بہتر طور پر سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ زر کی رسد اور اشیا کی رسد کی فنی نوعیت کا فرق واضح کر دیا جائے۔ اشیا کی رسد سے مراد وہ مقدار ہے جو تاجر حضرات فروخت کرتے ہیں۔ ان اشیا کی رسد ایک مسلسل بہاؤ (Continuous Flow) کی مانند ہوتی ہے کیونکہ اشیا کی پیداوار اور رسد میں دائروی بہاؤ پایا جاتا ہے۔ یعنی ایک طرف اشیا پیدا کی جاتی ہیں تو دوسری طرف ان کو استعمال کر لیا جاتا ہے۔ اشیا کی پیدائش اور صرف کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے لیکن اس کے برعکس زر کی رسد معینہ ذخیرہ کی مانند ہوتی ہے جو لوگوں اور اداروں کے پاس سکوں، کرنسی نوٹوں اور بنکوں کی جاری کردہ طلبی امانتوں کی صورت میں موجود ہوتی ہے۔ زر کو اشیا کی طرح براہ راست استعمال نہیں کیا جا سکتا کیونکہ زر کوئی کھانے یا پینے والی شے کا نام نہیں۔ زر صرف اشیا کے تبادلے کا ایک ذریعہ ہے جو لوگوں اور اداروں کے درمیان ایک بہاؤ کی صورت میں گردش کرتا رہتا ہے اور مختلف مقاصد کی تکمیل کے لیے بار بار استعمال ہوتا رہتا ہے۔

زر کی رسد درج ذیل عوامل پر منحصر ہے۔

i۔ زیر گردش زر (Money in Circulation)

کسی ملک میں زر کی رسد قانونی طور پر جاری کردہ سکوں، کرنسی نوٹوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کو اشیا و خدمات کے لین دین کے معاملات میں بلا حیل و حجت قبول کیا جاتا ہے۔ یہ سکے اور کاغذی نوٹ اشیا کی قدر و قیمت جاننے کیلئے حسابی اکائی کا کام دیتے ہیں۔ ان کو حکومت پاکستان اور مرکزی بنک جاری کرتا ہے۔ پاکستان میں دھاتی سکے حکومت پاکستان اور کاغذی نوٹ سٹیٹ بنک جاری کرتا ہے۔ ملکی کرنسی کا بیشتر حصہ کاغذی نوٹوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ملکی کرنسی کے حجم کا انحصار مرکزی بنک کے پاس موجود سونے، چاندی اور منظور شدہ زر تبادلہ کے ذخائر پر ہوتا ہے۔ مرکزی بنک کو کاغذی نوٹ چھاپتے وقت ضمانت کے طور پر چھاپے جانے والے تمام نوٹوں کی کل مالیت کا 30 فیصد کے برابر سونا، چاندی یا زر تبادلہ رکھنا پڑتا ہے۔ لہٰذا اگر ملک میں سونے چاندی کی مقدار زیادہ ہو تو مرکزی بنک زیادہ نوٹ چھاپ کر زر کی رسد بڑھا سکتا ہے۔ کسی ملک میں زر کی رسد کو وہاں کے معاشی حالات بھی متاثر کرتے ہیں مثلاً اگر ملک میں کساد بازاری کے حالات پائے جائیں تو معیشت زوال پذیری کی طرف بڑھنے لگتی ہے۔ بے روزگاری پھیل جاتی ہے۔ ان حالات میں حکومت ضرورت سے زیادہ سرمایہ کاری کرتی ہے۔ ٹیکسوں میں کمی کر دیتی ہے جس سے لوگوں کی قوت خرید مزید بڑھ جاتی ہے۔ حکومتی خرچ میں اضافہ سے زر کی رسد بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس کے برعکس افراط زر کے حالات میں حکومت اشیا و خدمات کی مجموعی طلب میں کمی کرنے کے لیے ٹیکسوں کی شرح بڑھا دیتی ہے۔ زر وقتی طور پر حکومت کی طرف منتقل ہو جاتا اور زر کی رسد کم ہو جاتی ہے۔

ii۔ زر اعتبار (Credit Money)

زر کی رسد کا ایک بڑا حصہ اعتباری زر پر مشتمل ہوتا ہے جو لوگوں کے درمیان اعتبار یا بھروسے کی بنا پر گردش کرتا ہے مثلاً تجارتی بنک ضرورت مند تاجروں کو قرضے جاری کرتے وقت نقد زر دینے کی بجائے قرضوں کی رقوم قرض لینے والے افراد کے نام کھولے جانے

والے کھاتوں میں منتقل کر دیتے ہیں اور انہیں بنک کی چیک بک جاری کر کے ہدایت کرتے ہیں کہ وہ جب چاہیں اپنی امانتیں بنکوں سے چیکوں کے ذریعے نکلوا سکتے ہیں۔ چنانچہ بنکوں کے پاس جس قدر طلبی امانتیں ہوتی ہیں اتنی ہی مالیت کے چیک ملک میں گردش کرتے ہیں لہٰذا بنکوں کی جاری کردہ طلبی امانتوں کے برابر جتنے چیک گردش کر رہے ہونگے وہ زر کی رسد ہوتی ہے۔

iii۔ بچتیں (Savings)

ملک میں رہنے والے افراد جو رقوم روزمرّہ ضروریات پر خرچ نہیں کرتے بلکہ بچا کر الگ رکھ لیتے ہیں ان کو بچتیں کہتے ہیں۔ لہٰذا جتنا زیادہ روپیہ لوگ پس انداز کرتے ہیں اتنا ہی زیادہ زر کی رسد ہوتی ہے۔ کسی ملک میں بچتوں کے تین اہم ذرائع ہوتے ہیں۔

الف۔ انفرادی بچتیں (Individual Savings)

انفرادی طور پر سب لوگ آمدنی کا جو حصہ اشیا و خدمات کی خریداری پر خرچ نہیں کرتے اور بچا لیتے ہیں وہ ان کی انفرادی بچت ہوتی ہے۔ اگر ایسی بچتیں بنکوں میں جمع کرا دی جائیں تو بنک ان جمع کرائی گئی رقوم کی بنیاد پر کئی گنا قرضے جاری کر دیتے ہیں اور ملک میں زر کی رسد بڑھ جاتی ہے۔

ب۔ کاروباری بچتیں (Corporate Savings)

کاروباری ادارے اپنا سالانہ منافع سارے کا سارا حصہ داروں میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ اس کا کچھ حصہ محفوظ کر کے مستقبل میں کاروبار پھیلانے کیلئے رکھ لیتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر کاروبار کو وسعت دینے کیلئے استعمال کر لیتے ہیں۔ کاروباری اداروں کی بچائی ہوئی ان رقوم کو غیر منقسم منافع جات بھی کہتے ہیں۔ جب یہ غیر منقسم منافع جات بنکوں میں جمع کروا دیئے جاتے ہیں تو تجارتی بنک ان رقوم کو قرضوں میں جاری کر کے زر کی رسد میں اضافہ کرتے ہیں۔

ج۔ سرکاری بچتیں (Public Savings)

حکومت ہر سال اپنا بجٹ بناتی ہے۔ جس میں سال بھر کے دوران اٹھنے والے اخراجات اور وصولیوں کا ذکر کیا جاتا ہے اگر سرکاری بجٹ فاضل (Surplus) ہو تو اس کے معنی ہیں کہ حکومت کی وصولیاں اخراجات سے زیادہ ہیں۔ لہٰذا اس صورت میں اگر حکومت اپنی فاضل آمدنی بنکوں میں جمع کرا دے تو بنک ان رقوم کو قرضے جاری کرنے میں استعمال کر لیتے ہیں۔ جس سے ملک میں زر کی رسد بڑھ جاتی ہے۔ اس کے برعکس اگر حکومتی بجٹ خسارے (Deficit) کا ہو تو حکومت کے اخراجات، آمدنی سے تجاوز کر جاتے ہیں اور زر کی رسد گھٹ جاتی ہے۔

iv۔ بیمہ کمپنیاں (Insurance Companies)

بیمہ کمپنیاں بھی زر کی رسد بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ کمپنیاں لوگوں کو غیر متوقع نقصانات کی تلافی کے لیے ترغیب دیتی ہیں کہ اپنی زندگی یا اثاثوں کا بیمہ کروائیں۔ جب لوگ اپنے مستقبل کو بہتر کرنے کے لیے بیمہ کرواتے ہیں تو وہ خاص شرح سے بیمہ پالیسی پر پریمیم (Premium) ادا کرتے ہیں۔ بیمہ کمپنیاں یہ رقوم اکٹھی کر کے سرمایہ کاری میں لگا دیتی ہیں جس سے ملک میں زر کی

رسد بڑھ جاتی ہے۔

v۔ بازار حصص (Stock Exchange)

بازار حصص سے مراد کھلے بازار کا وہ عمل ہے جس میں حکومت اور نیم سرکاری ادارے اپنے حصص، کفالتیں، تمسکات، بانڈز اور ہُنڈیاں وغیرہ خریدتے اور فروخت کرتے ہیں۔ جن لوگوں کے پاس وافر مقدار میں سرمایہ موجود ہوتا ہے وہ اپنا سرمایہ بازار حصص میں مختلف حصص یا کفالتیں خریدنے پر خرچ کردیتے ہیں۔ اس طرح ملک میں سرمائے کی گردش بڑھ جاتی ہے اور زر کی رسد میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

2.9 زر کی قدر (Value of Money)

زر بطور آلۂ تبادلہ کی حیثیت سے اشیا و خدمات کے لین دین اور قدر و قیمت کی پیمائش کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جبکہ خود زر کی قدر کی پیمائش اشیا کی مدد سے کی جاتی ہے۔ یعنی زر کی ایک خاص مقدار کے عوض اشیا کی جتنی مقدار حاصل کی جاسکتی ہو وہ زر کی قدر کہلاتی ہے۔ چونکہ زر کی قدر کا انحصار اشیا و خدمات کی قیمتوں پر ہوتا ہے اس لیے جب اشیا کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو زر کی قدر کم ہوجاتی ہے اور قیمتیں گرنے سے زر کی قدر بڑھ جاتی ہے۔ اس طرح زر کی قدر اور قیمتوں میں معکوس (الٹ) رشتہ پایا جاتا ہے۔

بالالفاظ دیگر زر کی قدر سے مراد ہے زر کی وہ قوت خرید ہے جس کے بدلے وہ دیگر اشیا کی جتنی مقدار حاصل کرنے کی قوت یا صلاحیت رکھتی ہے۔

لہٰذا زر کی قدر سے مراد قوت تبادلہ یا قوت خرید ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک کلو سیب کی قیمت 50 روپے ہو تو 50 روپے کی قدر ایک کلوگرام سیب ہے۔ اب اگر سیب مہنگے ہوجاتے ہیں اور 50 روپے کے عوض صرف آدھا کلوگرام سیب حاصل کیے جاسکتے ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ زر کی قدر گھٹ گئی ہے کیونکہ جو سیب پہلے 50 روپے میں ایک کلوگرام ملتے تھے اب صرف آدھا کلو حاصل کیے جاسکتے ہیں اس طرح اگر سیبوں کی قیمت گر جاتی ہے اور 50 روپے کے عوض ڈیڑھ کلوگرام سیب حاصل کیے جاسکتے ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ زر کی قدر بڑھ گئی ہے۔ مذکورہ مثال سے ثابت ہوا ہے کہ جب اشیا کی قیمتیں گرتی ہیں تو زر کی قدر بڑھ جاتی ہے اور اشیا کی قیمتیں بڑھنے سے زر کی قدر گھٹ جاتی ہے۔

2.10 نظریہ مقدار زر (Quantity Theory of Money)

زری معیشت میں زر کی رسد قیمتوں کے معیار اور زر کی قدر کے مابین ایک مخصوص تفاعلی تعلق قائم ہے کیونکہ جب ملک میں زر کی مقدار میں تبدیلی رونما ہوتی ہے تو ساتھ ہی اشیا کی قیمتیں بھی متاثر ہوتی ہیں اور زر کی قدر بدل جاتی ہے۔ اگر زر کی مقدار (رسد) میں اضافہ ہو جائے تو قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور زر کی قدر کم ہوجاتی ہے۔ اس کے برعکس زر کی مقدار میں کمی سے قیمتیں گر جاتی ہیں اور زر کی قدر بڑھ جاتی ہے۔

پروفیسر ٹازگ نے زر کی مقدار، قیمتوں کے معیار اور زر کی قدر کے باہمی تعلق کو یوں بیان کیا ہے۔ "اگر کسی معیشت میں زر کی مقدار دوگنی کردی جائے تو قیمتیں بھی دوگنی ہوجاتی ہیں اور قدر زر نصف رہ جاتی ہے اور اگر زر کی مقدار نصف کردی جائے تو قیمتیں بھی نصف ہو جاتی ہیں اور قدر زر دوگنی ہوجاتی ہے۔ بشرطیکہ دیگر حالات بدستور رہیں۔"

مساوات تبادلہ (Equation of Exchange)

ارونگ فشر (Irving Fisher) نے 1911 میں نظریہ مقدار زر کی وضاحت درج ذیل مساوات کی شکل میں کی:

$$PT = MV + M'V'$$

قیمتوں کے تعین کیلئے مساوات کو معیاری حالت میں درج ذیل طریقہ سے لکھا جاسکتا ہے:

$$P = \frac{MV + M'V'}{T}$$

P = قیمتوں کا معیار (Price level)

T = اشیا وخدمات کی کل مقدار (Transactions)

M = زر کی مقدار یا کرنسی کی مقدار (Money)

V = زر کی گردش کی رفتار (Velocity)

M' = زر اعتبار کی مقدار (Credit Money)

V' = زر اعتبار کی گردش کی رفتار (Velocity of Credit Money)

مساوات میں PT سے مراد زر کی طلب اور MV + M'V' سے مراد زر کی رسد لی جاتی ہے۔ یاد رہے (M'v') اور (Mv) کا حاصل جمع کل زر کی رسد کو ظاہر کرتا ہے۔ لہٰذا m'v' اور mv کے حاصل جمع کو Mv سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

لہٰذا $PT = MV \ (MV = MV + M'V')$

$$P = \frac{MV}{T}$$

ارونگ فشر نے مساوات کی وضاحت کرتے ہوئے (T) یعنی اشیا وخدمات کی مقدار اور (V) گردش زر کو معین تصور کیا ہے۔ کیونکہ فشر کے مطابق عرصہ قلیل میں اشیا وخدمات کی مقدار اور زر کی گردش جوں کی توں رہتی ہے۔ مزید برآں فشر کے مطابق اشیا پیدا کرنے کے طریقے بھی نہیں بدلتے۔

فشر کی مساوات تبادلہ میں فرضی قیمتیں درج کر کے زر کی قدر کو جانچا جاسکتا ہے۔ فرض کریں کہ

$$M = 200, \quad V = 3, \quad T = 30$$

$$P = \frac{MV}{T} = \frac{200 \times 3}{30} = \frac{600}{30} = 20$$

P = 20روپے

اب اگر ابتدائی مساوات میں زر کی مقدار کو نصف کر دیا جائے تو قیمت بھی نصف ہوجاتی ہے اور زر کی قدر دوگنا ہوجاتی ہے۔

$M = 100, \quad V = 3, \quad T = 30$

لہٰذا

$$P = \frac{MV}{T} = \frac{100 \times 3}{30} = \frac{300}{30} = 10$$

گویا P = 10روپے

اب اگر زر کی مقدار کو دوگنا کر دیا جائے قیمتیں بھی دوگنی ہو جاتی ہیں اور زر کی قدر نصف رہ جاتی ہے۔

$M = 400, \quad V = 3, \quad T = 30$

یعنی

$$P = \frac{MV}{T} = \frac{400 \times 3}{30} = \frac{1200}{30} = 40$$

گویا P = 40روپے

درج بالا مساوات میں فرضی قیمتیں درج کرنے سے ثابت ہوا کہ مقدار زر میں دوگنا اضافہ ہونے سے قیمتیں دوگنی اور زر کی مقدار نصف رہ جاتی ہے جبکہ مقدار زر میں کمی سے قیمتوں میں کمی اور زر کی قدر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

نظریہ مقدار زر کے مفروضات (Assumptions)

1۔ اشیا و خدمات کی مقدار (T) اور گردش زر (V) معین رہتی ہیں۔
2۔ معیشت میں مکمل روزگار قائم رہتا ہے۔
3۔ زر کی مقدار اور قیمتوں کے معیار میں متناسب رشتہ پایا جاتا ہے۔
4۔ غیر زری شعبے (Non-monetised Sector) میں تبدیلی واقع نہیں ہونی چاہیے۔ ورنہ زر کی مقدار میں ہونے والا اضافہ اس شعبے میں کھپ جائے گا۔

نظریہ مقدار زر پر تنقید (Criticism)

نظریہ مقدار زر کو درج ذیل نکات کی بنیاد پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

1۔ زر کی گردش اور اشیا و خدمات کا حجم
(Circulation of Wealth and Volume of Goods and Services)

نظریہ مقدار زر میں گردش زر اور اشیا و خدمات کے حجم کو ساکن فرض کیا گیا ہے۔ جبکہ عام طور پر یہ تغیر پذیر ہوتا ہے۔ چونکہ اشیا و خدمات کی مقدار کا تعلق موسمی حالات، کاروباری اتار چڑھاؤ، ملکی سیاسی حالات اور دیگر کئی عوامل پر ہوتا ہے۔ اس لیے اشیا و خدمات کی مقدار بدلتی رہتی ہے اور یکساں نہیں رہتی۔ دوسری طرف معاشی پھیلاؤ اور سکڑاؤ کے دوران زر کی گردش متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ جب معیشت پھلتی پھولتی ہے تو زر کی گردش تیز ہونے سے اشیا و خدمات اور گردش زر میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس سرد بازاری کے حالات میں زر کی گردش اور اشیا و خدمات کی پیدائش سست روی کا شکار بن جاتی ہے۔

2۔ آزاد متغیرات (Independent Variables)

اس نظریہ میں فرض کیا گیا ہے کہ زر کی گردش (V) اور زر کی مقدار (M) آزاد متغیرات ہیں۔ حالانکہ یہ متغیرات ایک دوسرے کے تابع (dependent) ہیں۔ کیونکہ جب مقدار زر میں اضافہ یا کمی واقع ہوتی ہے تو گردش زر بھی کم یا زیادہ ہو جاتی ہے۔ یعنی زر کی مقدار بدلتی ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کی گردش معاشی و تجارتی سرگرمیوں کے بدلنے سے اثر پذیر ہوتی ہے۔ پیداواری عمل کے بڑھنے سے اشیاوخدمات کی پیدائش تیز ہو جاتی ہے اور زر تیزی سے معیشت میں گردش کرنے لگتا ہے۔ اس کے برعکس زر کی گردش رک جاتی ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ زر کی مقدار اور گردش زر ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم متغیرات ہیں۔

3۔ قیمتوں میں متناسب تبدیلی (Proportionate Change in Prices)

اس نظریہ میں فرض کیا گیا ہے کہ زر کی مقدار اور قیمتوں میں متناسب تبدیلی رونما ہوتی ہے جبکہ حقیقت میں یہ ممکن نہیں ہوتا۔ کیونکہ ضروری نہیں کہ جب زر کی مقدار میں 100 فی صد اضافہ ہو تو قیمتوں میں بھی 100 فیصد اضافہ ہو جائے۔ ہوسکتا ہے کہ قیمتیں 200 فیصد یا اس سے بھی زیادہ بڑھ جائیں۔ اس لیے مقدار زر اور قیمتوں کے تناسب کا مقرر کرنا درست نہیں لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ زر کی مقدار بڑھنے یا گھٹنے سے قیمتیں متاثر ہوتی ہیں لیکن اس نسبت سے نہیں جس نسبت سے زر کی مقدار میں کمی یا بیشی ہوتی ہے۔ کیونکہ قیمتوں کے بدلنے میں زر کی گردش کے علاوہ کئی دوسرے عوامل شامل ہوتے ہیں۔

4۔ بیکار وسائل کا استعمال (Utilization of Wasteful Resources)

اس نظریہ کے مطابق مقدار زر میں اضافہ سے قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ حقیقت میں مقدار زر میں اضافہ کی بدولت ملک کے بیکار دفینوں اور پیداواری وسائل کو بروئے کار لاکر پیداوار میں کئی گنا اضافہ کیا جاتا ہے۔ زر کی قدر بڑھ جاتی ہے اور اشیاوخدمات کم قیمتوں پر بھی دستیاب ہوتی ہیں۔

5۔ مفروضات درست نہیں (Incorrect Assumptions)

اس نظریہ میں قیمتوں میں تبدیلی کو زر کی رسد سے منسوب کیا گیا ہے۔ لیکن حقیقت میں تبدیلی کا انحصار دیگر عوامل مثلاً جنگ، آبادی کا دباؤ اور اشیا کی مصنوعی قلت پر بھی ہوتا ہے۔

6۔ گردش زر کا تصور (Concept of Circulation of Wealth)

الفرڈ مارشل نظریہ مقدار زر کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے لکھتے ہیں کہ گردش زر کا تصور مبہم (Ambiguous) اور ساکن (Static) نوعیت کا ہے۔ کیونکہ زر کی مقدار عام طور پر آبادی کے بڑھنے، زر کی طلب وغیرہ سے متاثر ہوتی ہے۔ اس لیے زیادہ تر معیشت دان زر کی گردش کے مقابلے میں زر کی طلب کو زر کی قدر متعین کرنے میں زیادہ موثر سمجھتے ہیں۔

7۔ عناصر کی نوعیت میں فرق (Difference in the Nature of Elements)

جارج ہام (George Halm) نے نظریہ مقدار زر کی مساوات تبادلہ کو رد کرتے ہوئے کہا کہ اس مساوات میں ایک فنی خرابی موجود ہے جو اوسط قیمت کے معیار اور مقدار زر کے تعلق کی بنیاد پر پیدا ہوتی ہے۔ ہام کے مطابق قیمت کا معیار (P) اور زر کی

مقدار (M) کا تعلق ایک خاص عرصہ وقت سے ہوتا ہے جس سے زر کی گردش (V) اور تجارت کا حجم (T) بھی بدلتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مقدار زر (M) اور گردش زر (V) کو آپس میں ضرب نہیں دی جاسکتی۔ جیسے کرسیوں کی تعداد میں کتابوں کی تعداد جمع نہیں کی جاسکتی۔ دوسری طرف (MV) کے حاصل ضرب کو تجارت کے حجم (T) پر تقسیم کرنے سے اوسط قیمت کا معیار بھی معلوم نہیں کیا جاسکتا۔

مشقی سوالات

سوال 1: نیچے دیے گئے ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ ذیل میں سے کوئی ایک زر کے فرائض میں شامل نہیں ہے۔

(الف) آلہ تبادلہ (ب) مشترک پیمانہ قدر

(ج) انتقال پذیری (د) شرح سود کا تعین

2- ایسا زر جس کی ظاہری قدر اور حقیقی قدر آپس میں برابر ہوں وہ ہوتا ہے۔

(الف) کاغذی زر (ب) قریبی زر

(ج) اعتباری زر (د) علامتی زر

3۔ ذیل میں سے کوئی ایک اعتباری زر کی قسم ہے۔

(الف) کاغذی نوٹ (ب) معیاری زر

(ج) کریڈٹ کارڈ (د) قانونی زر

4۔ ایسا چیک جس کے ذریعے چیک حامل ہذا براہ راست بنک سے رقم نہیں نکلوا سکتا ہو، کہلاتا ہے۔

(الف) حامل چیک (ب) سفری چیک

(ج) حکمی چیک (د) نشان زدہ چیک

5۔ چیک بنکوں میں امانتیں جمع کروانے والوں کے ہوتے ہیں۔

(الف) اثاثے (ب) حکم نامے

(ج) اکاؤنٹ (د) معاہدے

سوال 2: درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہیں پُر کریں۔

1۔ اشیا کے بدلے اشیا کا لین دین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہلاتا ہے۔

2۔ پاکستان میں تمام کرنسی نوٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کاغذی زر ہیں۔

3۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چیک کے ذریعے کوئی شخص بنک سے رقم نکلوا سکتا ہے۔

4۔ زر کی مقدار بڑھنے سے زر کی قدر میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔واقع ہوجاتی ہے۔

5۔ زر کی مقدار اور زر کی قدر میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تعلق پایا جاتا ہے۔

6۔ حبیب بنک کا "محافظ"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چیک کی مثال ہے۔

7۔ ایسی ہُنڈی جس کی فوری ادائیگی کر دی جاتی ہے وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہلاتی ہے۔

8۔ پاکستان میں دھاتی سکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جاری کرتی ہے۔

9۔ حکومت کی جاری کردہ رسیدیں یا تحریریں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہلاتی ہیں۔

10۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔قرض خواہ اور قرض دار کے درمیان بھروسے اور اعتبار کی بنا پر گردش کرتا ہے۔

سوال3: کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے دُرست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
تخمینی محرک کا انحصار	محدود قانونی زر	
مساوات تبادلہ	بچتوں پر	
تمسکات	شرح سود	
دھاتی سکے	اعتباری زر	
زر کی رسد کا انحصار	قانونی زر	
	$T = \frac{MV}{P}$	
	$P = \frac{MV + M'V'}{T}$	

سوال4: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

1۔ براہ راست تبادلہ سے کیا مراد ہے؟

2۔ پروفیسر جے ایم کینز کی تحریر کردہ زر کی تعریف بیان کریں۔

3۔ دھاتی زر سے کیا مراد ہے؟

4۔ اعتباری زر سے کیا مراد ہے؟

5۔ حکمی چیک اور حامل چیک میں فرق بیان کریں۔

6۔ زر کی طلب سے کیا مراد ہے؟

7۔ مدتی اور درشنی ہُنڈی میں فرق بیان کریں۔

8۔ بدل پذیر اور غیر بدل پذیر زر میں فرق بیان کریں۔

9۔ کاغذی زر سے کیا مراد ہے؟

سوال5: درج ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے تحریر کریں۔

1۔ براہِ راست تبادلہ کے نظام کی مشکلات کا ذکر تفصیلاً کریں۔

2۔ زر سے کیا مراد ہے؟ زر کے فرائض بیان کریں۔

3 زر کی اہم اقسام پر روشنی ڈالیں۔

سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لیے لوگوں کو قرضے جاری کرنے کے ساتھ ساتھ انھیں بحیثیت رہنما سرمایہ کاری کے مواقع بھی فراہم کرتے ہیں۔اس طرح سرمایہ کاری کے فروغ کے ساتھ ملکی معاشی ترقی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

(6) قیمتی اشیا کا محافظ (Safe Custodian of Valuables)

تجارتی بنک اپنے گاہکوں کی قیمتی اشیا مثلاً وصیتیں، زیورات، پرائز بانڈز، ہیرے جواہرات اور جائیداد کی رجسٹریاں وغیرہ کو بحفاظت رکھنے کے لیے لاکرز مہیا کرتے ہیں اور معمولی سروس چارجز لے کر لوگوں کی قیمتی اشیا کی حفاظت کو یقینی بناتے ہیں۔اس طرح لوگوں کی قیمتی اشیا چوری ہونے یا خورد برد ہونے سے بچ جاتی ہیں اور بنک انکی پوری حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

(7) متفرق فرائض (Miscellaneous Functions)

مذکورہ بالا فرائض کے علاوہ درج ذیل کام بھی تجارتی بنک بڑی مہارت سے سرانجام دیتے ہیں۔

(i) تجارتی بنک غیر ملکی کرنسی کا لین دین بھی کرتے ہیں اور تاجروں کو درآمدات و برآمدات میں مالی سہولت مہیا کرتے ہیں۔

(ii) ملکی شعبوں میں مثلاً صنعت، زراعت وغیرہ کی ترقی کے لیے کثیر سرمایہ فراہم کرتے ہیں۔

(iii) بنک پسماندہ علاقوں میں اپنی برانچیں کھول کر کسانوں کو قرضہ کی سہولتیں دیتے ہیں۔

(iv) قیمتوں میں ہونے والے اُتار چڑھاؤ کو کم کر کے سرمایہ کاری اور معاشی ترقی کی رفتار کو مستحکم بناتے ہیں۔

(v) تجارت اور صنعت کو سرمایہ مہیا کر کے اشیا وخدمات کی پیداوار میں اضافے کا باعث بنتے ہیں اور معیشت میں ترقی کے راستے کھل جاتے ہیں اور لوگوں کا معیار زندگی بلند ہو جاتا ہے۔

3.4 زر اعتبار کی تخلیق (Credit Creation)

اعتباری زر کی تخلیق تجارتی بنکوں کے فرائض میں سے سب سے اہم اور مقدم فریضہ ہوتا ہے جس کی بنیاد پر وہ اصل امانتوں کی بنیاد پر کئی گنا زیادہ مالیت کے قرضے جاری کر کے اپنے کاروبار کو فروغ دیتے ہیں۔بنکوں کے اس عمل کی وجہ سے انھیں زر اعتبار پیدا کرنے کے کارخانے کہا جاتا ہے۔بنکوں کا یہ رجحان جس میں بنک اپنے پاس موجود جمع شدہ امانتوں کی بنیاد پر کئی گنا زر پیدا کر دیتے ہیں اسے معاشیات میں اعتباری زر کی تخلیق کا نام دیا جاتا ہے۔گویا تجارتی بنک زر کے تاجر ہی نہیں ہوتے بلکہ وہ صحیح معنوں میں زر کے خالق ہوتے ہیں۔بنکوں کو روزمرہ کے کاروبار سے گہرا اندازہ ہوتا ہے کہ چند لوگ اپنی جمع کرائی ہوئی امانتوں کو بنک سے نکلوانے آتے ہیں جن کو ادا کرنے کے لیے انہوں نے اپنے پاس زر نقد محفوظ رکھا ہوتا ہے تا کہ وہ لوگوں کی طلبی ضروریات کو پورا کر سکیں۔لوگوں کی جمع کروائی ہوئی باقی رقم وہ قرضوں میں جاری کر کے کئی گنا زر اعتبار پیدا کر لیتے ہیں۔لہذا بنکوں کا جاری کردہ ہر قرضہ نئی فرضی امانت بن جاتا ہے۔کیونکہ کوئی گاہک بنک سے قرضہ لینے آتا ہے تو بنک قرض کی رقم سردست قرض دار کو نقد کی صورت میں ادا نہیں کرتا بلکہ اس کے نام نیا کھاتہ کھول کر رقم اس کے کھاتے میں جمع کر دیتا ہے اور قرض دار کو چیک بک حوالے کر کے اجازت دیتا ہے وہ ضرورت پڑنے پر چیک پیش کر کے مطلوبہ رقم بنک سے نکلوا سکتا ہے۔اس طرح جاری کیا گیا قرضہ بنک کے لیے نئی فرضی امانت بن جاتا ہے اور جب یہ فرضی امانت چیک کی صورت میں کسی دوسرے بنک میں جمع کرائی جاتی ہے تو وہ بنک بھی اس امانت کا 20 سے 30 فیصد سرمایہ محفوظ رکھ کر باقی رقم کسی اور گاہک کو قرض میں دے دیتا ہے جو پہلے کی طرح

ایک نئی فرضی امانت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بنکوں کے قرضے جاری کرنے کا یہ سلسلہ تب تک جاری رہتا ہے جب تک آخری امانت صفر رقم تک نہیں پہنچ جاتی۔ اگر جاری کردہ قرضوں کی مقدار کا تعین ایک میزان تیار کر کے کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بنکوں نے ابتدائی امانت کی بنیاد پر کئی گنا قرضے جاری کر دیئے ہیں۔ اب نہ صرف بنکوں نے ان قرضوں کو واپس لینا ہوتا ہے بلکہ ان پر سود بھی وصول کرتے ہیں چونکہ ہر قرضے کی مالیت کے برابر قرضدار چیک جاری کر دیتا ہے جبکہ ان چیکوں کی پشت پر نقد زر کہیں کم ہوتا ہے۔ لیکن یہ چیک بنک کی کاروباری ساکھ کی بنیاد پر بطور زر آلہ مبادلہ گردش کرتے ہیں اور شاذ و نادر ہی بنک میں کیش حاصل کرنے کے لیے پیش کئے جاتے ہیں اور یہی ان چیکوں کی گردش کا جواز ہے۔

بنک کے اعتبار زر کی تخلیق کا عمل کفالتوں کی خرید اور ہنڈیوں پہ بٹہ لگانے پر بھی ہوتا ہے۔ قرضہ جاری کرنے کی اس صورت میں کفالتوں اور ہنڈیوں کو پیش کرنے والوں کو نقد رقم نہیں دی جاتی بلکہ ان کی مالیت نئے کھاتے کھول کر ان میں جمع کر دی جاتی ہے اور قرضدار کو چیک بک حوالے کر کے ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنی کاروباری ادائیگیاں چیکوں کے ذریعے کریں۔ عموماً چیک کیش نہیں کروائے جاتے اس لیے ہر نیا قرضہ نئی فرضی امانت کی تخلیق کرتا ہے۔

اعتباری زر کی تخلیق کے عمل کو ایک فرضی موصولہ امانت کی بنیاد پر ایک میزان بنا کر سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے زر اعتبار کی تخلیق کو موثر بنانے والی شرائط کا جائزہ لیتے ہیں۔ زر اعتبار تخلیق کرنے کی شرائط درج ذیل ہیں۔

اعتباری زر کی تخلیق کا عمل (Process of Credit Creation)

فرض کریں بنک کے پاس 50 ملین روپے کی ایک امانت جمع کروائی جاتی ہے۔ بنک اپنے قوائد و ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے اس امانت کا 20 فی صد یعنی 10 ملین روپے (50x1/5=10) زر نقد محفوظ رکھ لیتا ہے اور موصولہ امانت کا باقی 80 فی صد حصہ یعنی 40 ملین (50-10=40) روپے قرضے میں جاری کر دیتا ہے۔ یاد رہے قرض جاری کرتے وقت بنک قرض دار کو زر نقد نہیں دیتا بلکہ قرض دار کے نام نیا کھاتہ کھول کر قرض لی جانے والی رقم اس کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتا ہے اور چیک بک جاری کر کے قرضدار کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ جب چاہے اپنی رقوم چیکوں کے ذریعے نکلوا سکتا ہے۔ اس طرح چیکوں کے ذریعے رقم بنکوں کے اندر ہی گردش کرتی رہتی ہے اور ہر نئی امانت زر کی تخلیق کا باعث بنتی ہے۔ زر اعتبار کی تخلیق کے اس پہلے مرحلے پر بنک کی بیلنس شیٹ حسب ذیل ہوگی۔

واجبات (Liabilities) (روپوں میں)	اثاثے (Assets) (روپوں میں)
A بنک کی نئی امانت =50 ملین	نقد زر محفوظ = 10 ملین A بنک کا جاری کردہ نیا قرضہ =40 ملین
میزان =50 ملین	میزان =50 ملین

فرض کریں دوسرے مرحلے پر نیا قرضہ 40 ملین روپے B بنک کے لیے ایک نئی فرضی امانت کا ذریعہ بنتا ہے۔ B بنک بھی اس امانت کا 20 فی صد (40x1/5=8) یعنی 8 ملین روپے زر نقد محفوظ رکھ کر باقی 80 فی صد (40-8=32) یعنی 32 ملین روپے کسی اور شخص کو قرض میں دے دیتا ہے۔ B بنک کے واجبات اور اثاثوں کی بیلنس شیٹ کچھ یوں بنتی ہیں۔

واجبات (Liabilities) (روپوں میں)	اثاثے (Assets) (روپوں میں)
B بنک کی جاری کردہ امانت = 40 ملین	نقد زر محفوظ =8 ملین B بنک کا جاری کردہ نیا قرض =32 ملین
میزان =40 ملین	**میزان =40 ملین**

اگر بنکوں کے جاری کردہ قرضوں کا یہ سلسلہ جاری رہے تو ہر مرتبہ نیا قرضہ زر اعتبار کی تخلیق کو کئی گنا بڑھنے میں مدد دیتا ہے۔ قرضوں کی مجموعی مالیت اور اس میں سے زر اعتبار کی مقدار معلوم کرنے کے لیے ہم تجارتی بنکوں کے اعتباری زر تخلیق کرنے کی صلاحیت کو ایک ریاضیاتی گوشوارہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔

بنک کے ادوار	نئی امانت (روپوں میں)	زر نقد محفوظ مقدار 20%@x نئی امانت (روپوں میں)	بنکوں کے جاری کردہ نئے قرضے 80%@x نئی امانت (روپوں میں)
A	50 ملین	50x1/5= 10	50x4/5=40
B	40 ملین	8	40 - 8 = 32
C	32 ملین	6.4	32 - 6.4 = 25.6
D	25.6 ملین	5.12	25.6 - 5.12=20.48
	-	-	-
	-	-	-
کل میزان	**250 ملین**	**50 ملین**	**200 ملین**

گوشوارہ سے ظاہر ہے کہ A بنک میں 50 ملین روپے کی ایک نئی امانت جمع کروائی جاتی ہے۔ بنک طے شدہ شرائط کو مدنظر رکھتے ہوئے اس امانت کا 1/5 یعنی 20 فی صد 10 ملین روپے بحیثیت زر نقد محفوظ رکھ کر باقی 4/5 یعنی 80 فی صد (40 ملین) روپے منافع کمانے کی غرض سے قرضہ میں جاری کر دیتا ہے۔ بنک کے قرضہ جاری کرنے کے دوسرے دور میں 40 ملین روپے کی یہ رقم بذریعہ چیک B بنک میں جمع کرائی گئی۔ اس طرح B بنک کی نئی امانتوں میں 40 ملین روپے کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ B بنک بھی اپنے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے نئی امانت کا 20 فی صد زر نقد رکھ کر باقی 80 فی صد قرضہ جاری کر دیتا ہے۔ اس طرح زر اعتبار تخلیق کرنے سے نئی امانتیں 250 ملین روپے تک پہنچ جاتی ہیں۔ اس طرح تمام بنک مل کر 50 ملین روپے کی نئی امانت کو 250 ملین روپے تک پہنچا دیتے ہیں یعنی ابتدائی امانت کے مقابلے میں 5 گنا زیادہ امانتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

بنکوں کی نئی امانتوں کے اس بڑھتے ہوئے رجحان کو اعتباری زر کی تخلیق کا نام دیا جاتا ہے۔

زر اعتبار کی تخلیق کی حد بندیاں (Limitations of Credit Creation)

اعتباری زر کی تخلیق کے عمل سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بنک اپنی مرضی سے جتنا چاہیں اعتباری زر تخلیق نہیں کر سکتے کیونکہ ان پر

کئی پابندیاں عائد ہوتی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(1) زر کی مقدار (Quantity of Money)

اعتباری زر کی تخلیق کا دارومدار براہ راست ملک میں گردش کردہ زر کی مقدار پر ہوتا ہے۔ اگر ملک میں زر کی مقدار زیادہ ہوگی تو عوام کے پاس زیادہ زر نقد موجود ہوگا اور وہ زیادہ رقوم بنک میں جمع کرائیں گے بنک بھی اسی صورت میں زر اعتبار کی تخلیق کر سکیں گے۔ اس کے برعکس اگر لوگوں کے پاس زر کی مقدار کم ہوگی تو وہ بنکوں میں بھی رقوم جمع کرانے کے قابل نہیں ہونگے اور بنکوں کے اعتباری زر کی تخلیق کا عمل بھی رک جائے گا۔ لہٰذا بنکوں کے اعتباری زر کی تخلیق کا انحصار لوگوں کی جمع کرائی ہوئی امانتوں پر ہوتا ہے۔ اس لیے جب امانتوں میں کمی یا بیشی ہوتی ہے تو بنکوں کے اعتباری زر تخلیق کرنے کی صلاحیت بھی براہ راست متاثر ہوتی ہے۔

(2) عوام کی زر نقد کے لیے طلب (People's Demand for Cash Money)

اعتباری زر کا انحصار عوام کی زر نقد کے لیے طلب پر بھی ہوتا ہے۔ اگر لوگ اپنی ادائیگیاں اور وصولیاں چکانے کے لیے زر نقد زیادہ استعمال کریں گے تو معیشت میں چیکوں کا استعمال محدود ہو جائے گا۔ زر نقد کے زیادہ استعمال سے بنکوں کے پاس امانتیں کم ہو جائیں گی۔ وہ زیادہ قرضے جاری نہیں کر سکیں گے اور اعتباری زر کی تخلیق کا عمل رک جائے گا۔ اس کے برعکس اگر لوگ اپنی ادائیگیاں اور وصولیاں نقد زر کی بجائے چیکوں میں ادا کریں گے تو اعتباری زر کی تخلیق بڑھ جائے گی۔ لہٰذا اعتباری زر کی تخلیق کا دارومدار عوام کے نقد زر اور چیکوں کے استعمال پر ہوتا ہے۔

(3) قرض داروں کی قلت (Shortage of Borrowers)

اعتباری زر کی تخلیق کی راہ میں قرضداروں کی قلت بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے کیونکہ اگر کوئی قرضدار بنک سے قرض طلب نہیں کریگا تو بنک کثیر نقد ذخائر موجود ہونے کے باوجود قرضے جاری نہیں کر سکیں گے اور اعتباری زر کی تخلیق کا عمل رکاوٹ کا شکار ہو جائے گا۔ اسی طرح لوگ بنکوں سے قرضہ لینے کی بجائے امداد باہمی کے تحت ایک دوسرے سے قرضہ حاصل کر کے اپنی ضروریات پوری کر لیں تو بنکوں کی زر اعتبار پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہو جائے گی۔

(4) معاشی اُتار چڑھاؤ (Economic Fluctuations)

جب کوئی معیشت سرد بازاری کا شکار ہو جائے تو کاروبار بُری طرح متاثر ہوتے ہیں۔ اشیا کی قیمتیں گرنا شروع ہو جاتی ہیں، کاروباری منافع کم ہو جاتا ہے سرمایہ کاری رک جاتی ہے اور اگر یہ حالات شدت اختیار کر جائیں تو کاروباری لوگوں کو کئی نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لوگ سرمایہ کاری روک لیتے ہیں اور بنکوں سے لیے جانے والے قرضوں کی مقدار گھٹ جاتی ہے اور زر اعتبار کی تخلیق بھی رک جاتی ہے۔ اس کے برعکس ملک کی معاشی حالت بہتر ہو تو منافع کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ تاجروں کو سرمایہ کاری کرنے کے لیے سرمائے کی ضرورت پڑتی ہے لہٰذا وہ بنکوں سے قرضے لینے شروع کر دیتے ہیں اور اعتباری زر کی تخلیق تیز ہو جاتی ہے۔

(5) زر نقد کا تناسب (Ratio of Cash Reserves)

تجارتی بنک قانونی طور پر پابند ہوتے ہیں کہ وہ موصولہ امانتوں میں سے مرکزی بنک کے مقرر کردہ تناسب کے برابر زر نقد اپنے

پاس محفوظ رکھیں تا کہ وہ امانتداروں کی طلبی ضرورت کو پورا کر سکیں اگر مرکزی بنک اپنے مقرر کردہ زرنقد کے تناسب کی شرح بڑھا دے تو اعتباری زر کی تخلیق رک جاتی ہے جبکہ زرنقد محفوظ کی شرح تناسب کم کرنے کی صورت میں اعتبار زر کی تخلیق کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔

(6) ضمانتی اثاثوں کی کمی (Shortage of Security Assets)

تجارتی بنک لوگوں کی جائیداد اور دیگر قیمتی اثاثوں کو ضمانت کے طور پر رکھ کر قرضے جاری کرتے ہیں۔ اگر لوگوں کے پاس قرض لینے کے لیے مناسب ضمانتیں موجود نہ ہوں تو بنک اعتباری زر کو تخلیق نہیں کر سکتے۔ بنک گاہکوں کو قرضہ دیتے وقت ان سے جائیدادیں، حصص، سونا یا قیمتی اثاثے ضمانت کے طور پر رہن رکھ کر ہی قرضے جاری کرتے ہیں۔ اس لیے کراوتھر نے کہا ہے۔" بنک فضا میں سے زر تخلیق نہیں کرتے بلکہ ان کی دولت کی مختلف اشکال کو زر کی شکل میں بدل دیتے ہیں۔"

(7) بنکوں کا تعاون (Cooperation Among Banks)

اگر ملک میں تجارتی بنک ایک دوسرے کے ساتھ کاروباری تعاون نہ کریں تو زر اعتباری کی تخلیق ممکن نہیں ہوتی کیونکہ کوئی ایک بنک زر اعتباری کی تخلیق نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے اسے پورے بنکاری نظام کو شامل کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی ایک بنک قرض جاری کر رہا ہو لیکن دوسرے بنک قرضے نہ جاری کر رہے ہوں تو قرضہ جاری کرنے والے بنک کی رقوم چیکوں کے ذریعہ دوسرے بنکوں میں منتقل ہو جائیں گی لیکن قرضہ جاری کرنے والے بنک کے نقد ذخائر گھٹ جاتے ہیں اور وہ اپنے امانت داروں کے طلبی چیکوں پر لکھی گئی رقوم کو ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا اور دیوالیہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح اعتباری زر کی تخلیق بھی کم ہو جائیگی۔

(8) مرکزی بنک کی پالیسی (Policy of Central Bank)

مرکزی بنک کی زری پالیسی (Monetary Policy) بھی اعتباری زر کی تخلیق کو متاثر کرتی ہے مثلاً جب مرکزی بنک تجارتی بنکوں کو قرضے دیتے وقت شرح بنک بڑھا دیتا ہے تو تجارتی بنک بھی قرضے جاری کرتے وقت شرح سود بڑھا دیتے ہیں۔ نتیجے میں لوگ قرضہ لینا چھوڑ دیتے ہیں اور اعتباری زر کی تخلیق گھٹ جاتی ہے۔ اس کے برعکس اگر مرکزی بنک نرم زری پالیسی اختیار کرے تو زر اعتبار کی تخلیق بڑھ جاتی ہے۔

3.5 مرکزی بنک کے فرائض (Functions of Central Bank)

مرکزی بنک کے اہم فرائض درج ذیل ہوتے ہیں۔

(1) نوٹ جاری کرنا (Issue of Notes)

ماضی میں جب مرکزی بنک موجود نہ تھے تو تجارتی بنکوں کو نوٹ جاری کرنے کی اجازت ہوتی تھی۔ جس کے باعث تمام بنک اپنی مرضی سے نوٹ چھاپ لیتے تھے اور زر کی رسد پر کنٹرول حاصل کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔ زر کی فراوانی کے سبب معیشتیں افراط زر کا شکار ہو جاتی تھیں۔ چنانچہ ان حالات میں ایک ایسے ذمہ دار ادارے کی ضرورت محسوس ہوئی جو ملک کے زری و بنکاری نظام کو متوازن خطوط پر استوار کر سکے۔ اس سعی کے نتیجے میں انیسویں صدی کے اختتام تک یورپ کے تمام ممالک میں مرکزی بنک قائم ہو چکے تھے۔ تاہم بیشتر ممالک کے

مرکزی بنک 1920 کے بعد وجود میں آئے۔ پاکستان کا مرکزی بنک یکم جولائی 1948 کو قائم ہوا جس کو حکومتی قوانین کے مطابق نوٹ جاری کرنے کا پورا اختیار حاصل ہے۔ اس لیے مرکزی بنک کے جاری کردہ زر کو قانونی زر کی حیثیت حاصل ہے اور اسے اشیا و خدمات کے لین دین میں بطور آلہ مبادلہ بلا روک ٹوک استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے مرکزی بنک نے 1000,500,100,50,20,10 اور 5000 روپے کے نوٹ جاری کر رکھے ہیں جن کو قبولیت عامہ حاصل ہے۔ ہر ملک کے مرکزی بنک کو نوٹوں کے اجرا کے وقت نوٹ چھاپنے کے اصولوں میں سے کسی ایک اصول پر عمل کرنا پڑتا ہے جو درج ذیل ہیں۔

(i) معینہ ضمانت کا اصول (Fixed Fiduciary System)

اس اصول کے تحت مرکزی بنک ایک خاص حد تک سونا، چاندی یا منظور شدہ زر مبادلہ محفوظ رکھے بغیر نوٹ جاری کر سکتا ہے۔ لیکن اس حد کے بعد ہر نوٹ کی مالیت کے برابر سو فی صد سونا، چاندی یا زر مبادلہ محفوظ رکھنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی ملک میں خاص حد گزرنے کے بعد ایک سو روپیہ چھاپنے کی ضرورت محسوس ہو تو اس کو چھاپنے کی صورت میں 100 فی صد سونا، چاندی یا زر مبادلہ اس کی پشت پر محفوظ رکھنا پڑے گا۔ یاد رہے کسی ملک کے مرکزی بنک کو یہ حد تبدیل کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہوتا۔ تاہم اس حد کو تبدیل کرنے کا اختیار ملک کی پارلیمنٹ کے پاس ہوتا ہے۔ اس وقت یہ نظام برطانیہ، ناروے اور جاپان میں رائج ہے۔ زر کی رسد غیر لچکدار ہونے کے باعث یہ نظام پاکستان میں رائج نہیں کیونکہ ضرورت پڑنے پر مرکزی بنک اس وقت تک نوٹ جاری نہیں کر سکتا جب تک چھاپے جانے والے نوٹوں کی مالیت کے برابر سونا، چاندی یا زر مبادلہ موجود نہ ہو۔ اس لیے یہ نظام صرف ان ممالک میں رائج ہے جن کے پاس سونے، چاندی اور دیگر قیمتی دھاتوں کے ذخائر موجود ہیں۔ جن ممالک میں یہ نظام رائج ہے وہاں کرنسی کی فراوانی اور افراط زر کا مسئلہ درپیش نہیں ہوتا اور نہ ہی قیمتوں میں عدم استحکام پایا جاتا ہے۔

(ii) متناسب محفوظات کا نظام (Proportional Reserve System)

اس نظام کے تحت مرکزی بنک کو نوٹ جاری کرتے وقت ایک خاص تناسب سے سرمایہ محفوظ رکھنا پڑتا ہے۔ چنانچہ کوئی مرکزی بنک جتنے نوٹ جاری کرتا ہے ان کی پشت پر مقررہ تناسب کے حساب سے سونا، چاندی یا منظور شدہ زر مبادلہ بطور ضمانت رکھنا پڑتا ہے۔ پاکستان میں یہ تناسب 30 فیصد ہے۔ یعنی پاکستان میں مرکزی بنک چھاپے جانے والے نوٹوں کی پشت پر 30 فیصد زر مبادلہ محفوظ رکھ کر جتنے چاہے نوٹ چھاپ سکتا ہے۔ جبکہ چھاپے جانے والے نوٹوں کی باقی مالیت کو ملکی اثاثوں کو گروی یا رہن رکھ کر پورا کیا جاتا ہے۔ مختلف ممالک میں سرمائے محفوظ کا تناسب مختلف ہوتا ہے۔ جسے ملکی حالات کے مطابق کم یا زیادہ کیا جا سکتا ہے لیکن اس کی منظوری حکومت کی پارلیمنٹ کا کام ہے۔ یہ نظام پاکستان کے علاوہ بھارت، امریکہ، جرمنی اور دنیا کے کئی ممالک میں رائج ہے جسکی وجہ نظام کی لچک پذیری ہے۔ جس کے تحت مرکزی بنک حسب ضرورت زر کی مقدار میں کمی یا بیشی لا کر افراط زر اور قیمتوں کو استحکام فراہم کر سکتا ہے۔

(2) حکومت کا بنک (Banker to the Government)

مرکزی بنک حکومت کے بنک کے طور پر مالی مشیر کی حیثیت سے اپنے فرائض بڑی مہارت سے سرانجام دیتا ہے۔ یہ بنک حکومت کو وہی خدمات مہیا کرتا ہے جو تجارتی بنک اپنے گاہکوں کے لیے سرانجام دیتا ہے۔ مرکزی بنک حکومتی معاملات کو متوازن رکھنے اور دیگر

ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کو یقینی بنانے کے لیے درج ذیل کام سرانجام دیتا ہے۔

(i) وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کی امانتیں اپنی تحویل میں رکھ کر انھیں قلیل المیعاد اور طویل المیعاد قرضے جاری کرتا ہے۔

(ii) وفاقی اور صوبائی وصولیوں اور ادائیگیوں میں توازن برقرار رکھنے کے لیے ٹیکس کی وصولیاں اور سرکاری تنخواہوں کی ادائیگیاں کرتا ہے۔

(iii) حکومت کو ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے لیے طویل المیعاد قرضے فراہم کرتا ہے۔

(iv) حکومت کے لیے ملکی اور غیر ملکی ذرائع سے قرضے وصول کرتا ہے اور زرِ مبادلہ کی بین الاقوامی ادائیگیوں اور وصولیوں کو آسان بناتا ہے۔

(v) حکومت کے لیے کفالتوں کی خرید و فروخت کا کام کرتا ہے۔

(vi) حکومت کے تمام سرمائے کا محافظ ہوتا ہے۔

(vii) توازن ادائیگیوں کی خرابی کے پیش نظر حکومت کو ملکی کرنسی کی قدر میں تبدیلیاں لانے کا مشورہ دیتا ہے۔

(3) بنکوں کا بنک (Banker's Bank)

مرکزی بنک ملک کے بنکاری اور زری نظام کا سربراہ ہوتا ہے۔ ملک کے تمام بنک اس کے وضع کردہ اُصول وضوابط کے مطابق اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں اس لیے مرکزی بنک ملک کے بنکوں کا بنک کہلاتا ہے۔ مرکزی بنک تجارتی بنکوں کے لیے درج ذیل خدمات سرانجام دیتا ہے۔

(i) تجارتی بنکوں کی ہنڈیوں پر دوبارہ بٹہ لگا کر انھیں قرضے فراہم کرتا ہے۔

(ii) تجارتی بنکوں کو اپنی نئی شاخیں کھولنے کے لیے مرکزی بنک سے اجازت لینا پڑتی ہے۔

(iii) تمام تجارتی بنکوں کو اپنے کل سرمائے کا کچھ حصہ محفوظ زر کے طور پر مرکزی بنک کے پاس امانت کے طور پر رکھنا پڑتا ہے۔

(iv) ہر فہرستی بنک اپنے کاروبار کی ماہانہ اور سالانہ رپورٹ باقاعدگی سے مرکزی بنک کو ارسال کرتا ہے۔ جس کی روشنی میں مرکزی بنک انھیں ہدایات جاری کرتا ہے۔

(4) بنکوں کے محفوظ سرمائے کا محافظ (Custodian of Cash Reserves)

چونکہ تجارتی بنکوں کو اپنی کل امانتوں کا 5 سے 10 فی صد حصہ زرِ نقد کی صورت میں محفوظ سرمائے کے طور پر مرکزی بنک کے پاس جمع کروانا پڑتا ہے اس لیے مرکزی بنک بنکوں کے محفوظ سرمائے کا محافظ اور نگران ہوتا ہے۔ اس لیے مرکزی بنک حسبِ ضرورت محفوظ سرمائے کے تناسب میں کمی یا بیشی کر کے تجارتی بنکوں کے زرِ اعتبار تخلیق کرنے کے عمل کو متاثر کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ملک میں زر کی رسد بڑھانا مقصود ہو تو مرکزی بنک محفوظ سرمائے کی شرح کم کر کے اپنے تابع بنکوں کو ہدایت کرتا ہے کہ لوگوں کو زیادہ قرضہ فراہم کر کے زر کی رسد کو بڑھائیں۔ اس طرح زر کی رسد کو کم کرنے کے لیے محفوظ سرمایہ کی شرح بڑھا دیتا ہے۔ تجارتی بنکوں کو نقد زر محفوظ رکھنے کے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(i) بنکوں کی آخری پناہ گاہ (Lender of the Last Resort)

تجارتی بنک منافع کے لیے کام کرتے ہیں اس لیے ہر بنک کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ جمع شدہ امانتوں کی ساری رقم ضرورت مندوں کو قرض دے کر زیادہ سے زیادہ منافع کمائے۔ لیکن بنک اپنی جمع شدہ امانتیں قرضوں میں جاری نہیں کر سکتے۔ چونکہ امانت دار کسی وقت جمع شدہ امانتیں واپس لینے کا مطالبہ کر سکتے ہیں اس لیے بنکوں کو اپنے امانت داروں کی طلبی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جمع شدہ امانتوں کا کچھ حصہ بطور زرِ نقد محفوظ رکھنا پڑتا ہے تاکہ امانت داروں کی طلبی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ اگر کسی وقت بنکوں کے پاس زرِ نقد محفوظ کم رہ جائے اور تمام امانت دار اپنی رقوم کی واپسی کا مطالبہ کر دیں تو بنکوں کو ادائیگی کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ ایسے حالات میں مرکزی بنک تجارتی بنکوں کی ساکھ کو خطرے کے پیشِ نظر آسان شرائط پر سستے قرضے فراہم کر کے انھیں مشکلات سے نکالتا ہے اور انھیں دیوالیہ ہونے سے بچاتا ہے۔ اس طرح مرکزی بنک بوقتِ ضرورت تمام تجارتی بنکوں کے سرمائے محفوظ میں سے دیوالیہ بنک کو قرضہ فراہم کر کے ان کو مشکل سے نکال لیتا ہے۔

(ii) بنکوں کا حساب گھر (Clearing House of the Banks)

مرکزی بنک دوسرے بنکوں کے لیے حساب گھر یا دارالتصفیہ کا کام بھی سرانجام دیتا ہے کیونکہ مرکزی بنک کے پاس تمام بنکوں کا سرمایہ محفوظ ہوتا ہے اس لیے مختلف بنکوں کے آپس کے اختلافات مرکزی بنک اسی سرمائے سے نپٹاتا ہے۔ عام طور پر کاروباری مقاصد کے لیے ہر بنک کے پاس دیگر بنکوں کے جاری کردہ چیک آتے رہتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے قرضدار اور قرض خواہ بنتے رہتے ہیں۔ اگر کسی وقت دو بنکوں کے درمیان چیکوں کی ادائیگی پر اختلاف پیدا ہو جائے تو مرکزی بنک ان کے درمیان تصفیہ کرا دیتا ہے۔ بوقتِ تصفیہ مرکزی بنک جس بنک کو قصوروار سمجھتا ہے اس کے محفوظ سرمائے سے متنازعہ رقم نکال کر دوسرے بنک کے کھاتے میں جمع کر دیتا ہے۔ اس طرح مرکزی بنک دو بنکوں کے درمیان حساب گھر کا کام سرانجام دیتا ہے۔

(5) دھاتی سرمائے اور زرِ مبادلہ کا محافظ

(Custodian of Metallic Reserves and Foreign Exchange)

مرکزی بنک نوٹ جاری کرتے وقت نوٹوں کی پشت پر کل مالیت کا 30 فی صد کے برابر سونا، چاندی اور دیگر قیمتی دھاتیں بطور ضمانت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ غیر ملکی ادائیگیاں چکانے کے لیے بھی مرکزی بنک سونا، چاندی اور دیگر قیمتی دھاتیں اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے۔ اسی طرح کئی تاجر مرکزی بنک کو اپنی برآمدی وصولیاں مثلاً سونا، چاندی بیچ کر نوٹ حاصل کر لیتے ہیں جو مرکزی بنک کی حفاظت میں رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ مرکزی بنک بین الاقوامی برآمدات و درآمدات میں توازن برقرار رکھ کر زرِ مبادلہ کے ذخائر کو بھی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ پاکستان میں تمام زرِ مبادلہ مرکزی بنک میں جمع ہوتا ہے۔ لہٰذا مرکزی بنک ملک میں موجود تمام دھاتی سرمائے اور زرِ مبادلہ کا محافظ ہوتا ہے اور ان کو استعمال میں لا کر معاشی ترقی کی راہ ہموار کرتا ہے۔

(6) بازارِ زر کا ناظم (Controller of Money Market)

مرکزی بنک بحیثیت بازارِ زر کا ناظم ایک طرف نوٹ جاری کرتا ہے تو دوسری طرف زر کی مقدار پر کنٹرول حاصل کر کے قیمتوں کے معاشی نظام کو استحکام بخشتا ہے۔ افراطِ زر کے سبب جب اشیا کی قیمتیں بڑھنا شروع ہوتی ہیں تو مرکزی بنک زر کی پالیسی کے مختلف

طریقوں کو بروئے کار لاکر قیمتوں کے بحران پر کنٹرول کرتا ہے اور تفریطِ زر کے حالات میں سرمایہ کاری کرکے قیمتوں کو مستحکم کرتا ہے۔ چونکہ مرکزی بنک ملک میں قیمتوں کے معیار اور اتار چڑھاؤ کو مستحکم کرنے کے لیے بازارِ زر کے اداروں کے جاری کردہ قرضوں کے حجم کو کنٹرول کر کے مجموعی مقدارِ زر کو معیاری سطح پر لاتا ہے۔ جس کے باعث ملکی صرفی اخراجات، بچتیں، سرمایہ کاری، شرح سود اور درآمدی و برآمدی وصولیاں متاثر ہوتی ہیں۔ مرکزی بنک کے ان اقدامات کی بنیاد پر اس کو بازارِ زر کا ناظم کہا جاتا ہے۔

(7) متفرق فرائض (Miscellaneous Functions)

مرکزی بنک ملک میں معاشی استحکام برقرار رکھنے کے لیے درج ذیل اقدامات بھی سرانجام دیتا ہے۔

(i) مرکزی بنک زرعی اور صنعتی شعبوں کی ترقی کے لیے ایسی پالیسیاں وضع کرتا ہے جس سے ان شعبوں کو قرضوں کی فراہمی آسان ہو جاتی ہے۔

(ii) ملک میں بچتوں کو فروغ دینے کے لیے موثر پالیسی تیار کرتا ہے تاکہ لوگوں کے اندر بچت کرنے کا جذبہ ترغیب پائے۔

(iii) معاشی منصوبے تیار کرنے کے لیے مختلف شعبوں کے متعلق صحیح اعداد و شمار فراہم کرکے حکومت کی رہنمائی کرتا ہے۔

(iv) زر کی قدر مستحکم رکھنے اور کرنسی پر عوام کا اعتبار بحال رکھنے کے لیے اپنے پاس زرِ محفوظ رکھتا ہے اور شرح بنک کا اعلان کرتا ہے۔

(v) تجارتی بنکوں کے عملہ کے لیے بنک کے تربیتی کورسز کا اہتمام کرتا ہے۔

بازارِ زر کے ناظم کی حیثیت سے مرکزی بنک درج ذیل اقدامات بروئے کار لاتا ہے۔

(1) مقداری طریقے (Quantitative Methods)

(i) شرح بنک کی پالیسی (Bank Rate Policy)

شرح بنک سے مراد وہ شرح لی جاتی ہے جس پر مرکزی بنک تجارتی بنکوں کو قرضہ دینے کی غرض سے پیش کردہ ہنڈیوں پر دوبارہ بٹہ لگاتا ہے۔ بالالفاظ دیگر مرکزی بنک کی طرف سے تجارتی بنکوں کو دیئے جانے والے قرضوں کی تھوک قیمت، شرح بنک کہلاتی ہے۔ جبکہ تجارتی بنک اپنے گاہکوں کو پرچون قیمت پر قرضے فراہم کرتے ہیں۔ یاد رہے شرح بنک شرح سود سے کم ہوتی ہے اسی لیے تجارتی بنک قرضے جاری کرکے منافع کماتے ہیں۔ مرکزی بنک کی شرح بنک کی پالیسی زری پالیسی کا ایک آلہ کار ہے۔ جس کی مدد سے تجارتی بنکوں کی قرضہ جاری کرنے کی صلاحیت کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے، مثلاً اگر ملک میں افراطِ زر کا رجحان پایا جاتا ہو تو مرکزی بنک شرح بنک (Bank Rate) کو بڑھا دیتا ہے۔ چنانچہ تجارتی بنک بھی شرح سود بڑھا دیتے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کے اندر بنکوں سے حاصل کردہ قرضوں کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ اس طرح زرِ اعتبار کے حجم میں کمی آجانے سے بڑھتی ہوئی قیمتوں پر کنٹرول حاصل کیا جاتا ہے۔ لیکن تفریطِ زر کے حالات میں زرِ اعتبار کی مقدار بڑھانے کیلئے مرکزی بنک شرح بنک کم کردیتا ہے تاکہ تجارتی بنک کم شرح سود پر لوگوں کو قرضے جاری کرسکیں۔ اس طرح زرِ اعتبار کی مقدار میں اضافہ ہوجاتا ہے اور تفریطِ زر کا بحران ختم ہوجاتا ہے۔ شرح بنک کی پالیسی کی کامیابی کا انحصار کاروباری اُتار چڑھاؤ پر بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ معاشی ابتری کے دور میں تاجر کم شرح سود پر بھی بنکوں سے قرضے حاصل کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ لہٰذا مرکزی بنک کی شرح بنک پالیسی صرف اسی صورت میں کامیاب ہوتی ہے جب لوگ شرح سود میں کمی کی صورت میں زیادہ قرضے حاصل کریں اور شرح

سود بڑھنے کی صورت میں کم قرضے حاصل کریں۔

(ii) کھلے بازار کا عمل (Open Market Operation)

کھلے بازار کے عمل سے مراد مرکزی بنک کا اختیار کردہ وہ طریقہ کار ہے جس کے تحت وہ ملک میں مقدار زر میں کمی یا بیشی کرنے کی غرض سے سرکاری کفالتوں، بانڈز اور تمسکات کی خرید وفروخت کرتا ہے۔ اگر ملک میں افراط زر کا مسئلہ درپیش ہو اور قیمتیں تیزی سے بڑھ رہی ہوں تو ان حالات میں مرکزی بنک زر کی رسد کو کنٹرول کرنے کیلئے اپنی کفالتیں، سکیورٹیاں، بانڈز کھلے بازار میں بیچ دیتا ہے۔ جس کے باعث نہ صرف لوگوں کے پاس نقد ذخائر کفالتوں کو خریدنے کی وجہ سے کم ہوجاتے ہیں بلکہ بنکوں کی قرضے جاری کرنے کی صلاحیت بھی محدود ہوجاتی ہے۔ کیونکہ لوگ اپنی امانتیں بنکوں سے ان کفالتوں کو خریدنے کیلئے نکلوا لیتے ہیں۔ اس طرح پیسہ لوگوں کی ملکیت سے نکل کر مرکزی بنک کی ملکیت میں چلا جاتا ہے اور افراط زر پر کنٹرول حاصل ہوجاتا ہے۔ اس کے برعکس تفریط زر کے حالات میں مرکزی بنک حکومت کی سکیورٹیوں، کفالتوں، بانڈز اور تمسکات پر منافع کا لالچ دیکر خرید لیتا ہے تاکہ زر کی رسد کو بڑھا کر بحرانی کیفیت کو دور کیا جاسکے۔ کھلے بازار کے عمل کی کامیابی کیلئے ضروری ہے کہ ملک میں بازار زر منظم اور مستحکم ہو۔ دفن شدہ زر کی مقدار میں کمی یا بیشی نہ ہو۔

(iii) زر محفوظ کے تناسب میں تبدیلی (Change in Reserve Ratio)

تجارتی بنک اپنی موصولہ امانتوں کا ایک خاص حصہ زر نقد کی صورت میں مرکزی بنک کے پاس محفوظ رکھتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت وہ مرکزی بنک سے مدد طلب کرسکیں۔ مرکزی بنک زر محفوظ کے تناسب میں ردوبدل کرکے ملک میں زر کی مقدار کو کنٹرول کرتا ہے۔ افراط زر کے حالات میں مرکزی بنک زر محفوظ رکھنے کی شرح کا تناسب بڑھا دیتا ہے۔ چنانچہ فہرستی تجارتی بنکوں کو ہر موصولہ امانت کا نمایاں حصہ بطور ضمانت مرکزی بنک میں جمع کرانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے بنکوں کے پاس قرضہ دینے کیلئے زری ذخائر کم رہ جاتے ہیں اور وہ زیادہ قرضے جاری نہیں کرسکتے۔ لہٰذا زر کی رسد کم ہوجاتی ہے اور افراط زر پر کنٹرول حاصل کرلیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس تفریطِ زر کے حالات میں زر کی رسد کو بڑھانے کیلئے مرکزی بنک زر محفوظ کی شرح کم کردیتے ہیں اور تابع بنکوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ لوگوں کو زیادہ قرضے جاری کریں تاکہ معاشی بدحالی سے نجات حاصل کی جاسکے اور قیمتوں کا معیار بہتر ہوجائے۔ یاد رہے زر محفوظ جمع کروانے کے لیے صرف فہرستی بنک پابند ہوتے ہیں۔ جبکہ غیر فہرستی بنک اس شرط سے مستثنیٰ ہوتے ہیں جسکی وجہ سے افراطِ زر اور تفریطِ زر پر کنٹرول حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے۔

(iv) قرضوں کی راشن بندی (Credit Rationing)

مرکزی بنک تجارتی بنکوں کو قرضہ دیتے وقت ان کی پیش کردہ ہنڈیوں پر دوبارہ بٹہ لگا کر انھیں مالی مشکلات سے نکالتا ہے لیکن اگر مرکزی بنک یہ محسوس کرے کہ تجارتی بنکوں کے قرضوں کی فراہمی سے افراط زر کا مسئلہ پیدا ہورہا ہے تو ایسے میں مرکزی بنک تجارتی بنکوں کے قرضے جاری کرنے کے کوٹہ کو نہ صرف مخصوص کردیتا ہے بلکہ تجارتی بنکوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ان کی ارسال کردہ ہنڈیوں پر ایک مقررہ مقدار سے زیادہ بٹہ نہیں لگ سکتا۔ اس صورت میں تجارتی بنک قرضے جاری کرنے سے گریز کرتے ہیں کیونکہ انھیں اس بات کا خطرہ لاحق رہتا ہے کہ اگر انھوں نے مخصوص کوٹہ سے زیادہ قرضے جاری کردیئے تو مرکزی بنک ان کی طلبی ضروریات کو پورا نہیں کرے گا اور وہ دیوالیہ ہوجائیں گے۔ اس طرح مرکزی بنک راشن بندی کرکے تجارتی بنکوں کے قرضے جاری کرنے کی صلاحیت کو محدود کرکے ملک میں زر اعتبار کی

گردش کنٹرول کر لیتا ہے۔اس کے برعکس تفریطِ زر کی حالت میں مرکزی بنک اپنے ماتحت بنکوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ زرِ اعتبار کے پھیلاؤ کو بڑھانے کیلئے زیادہ سے زیادہ ہنڈیوں کو دوبارہ بٹہ لگوا سکتے ہیں۔ بازارِ زر کے ناظم کی حیثیت سے مرکزی بنک کچھ وصفی طریقے بھی اپناتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

(2) وصفی طریقے (Qualitative Methods)

یہ طریقے زر کی مقدار کو براہِ راست متاثر نہیں کرتے بلکہ یہ بالواسطہ طور پر افراطِ زر اور تفریطِ زر پر کنٹرول حاصل کرنے کیلئے عمل میں لائے جاتے ہیں۔ یہ طریقے درج ذیل ہیں۔

(i) حدِ مختتم میں تبدیلی (Change in Marginal Requirement)

تجارتی بنک قرضے جاری کرتے وقت عوام سے انکی منقولہ و غیر منقولہ جائیدادیں، بانڈز اور حصص کو بطور ضمانت رہن رکھتا ہے اور انھیں ان اثاثوں کی اصلی مالیت سے کم قرضے جاری کرتا ہے۔ اثاثوں کی حقیقی مالیت اور قرض میں دی جانے والی رقوم کے درمیانی فرق کو حدِ مختتم کہتے ہیں۔ مرکزی بنک حدِ مختتم کی شرح کو بدلنے کا اختیار رکھتا ہے اس لیے جب ملک میں افراطِ زر کی کیفیت ہوتی ہے تو مرکزی بنک زر کی رسد کو کم کرنے کے لیے حدِ مختتم کی شرح بڑھا دیتا ہے جو کہ عموماً حقیقی رقم کا 20 سے 25 فیصد ہوتی ہے۔ یعنی اگر بنک کے پاس ایک لاکھ روپے کے اثاثے قرضہ حاصل کرنے کے لیے جمع کرائے جاتے ہیں تو بنک ان اثاثوں کے عوض 80 ہزار روپے تک قرضہ جاری کرتا ہے۔ لہٰذا افراطِ زر کے حالات میں مرکزی بنک حدِ مختتم بڑھنے کی صورت میں بنکوں سے قرضے طلب نہیں کرتے اور افراطِ زر پر کنٹرول حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس تفریطِ زر کے حالات میں زر کی رسد بڑھانے کیلئے مرکزی بنک اپنے تابع بنکوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ حدِ مختتم کی شرح 20 فیصد سے بھی کم کر دیں تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ قرضے لے سکیں۔ اس طرح تفریطِ زر کے بحران سے بھی چھٹکارا مل جاتا ہے۔

(ii) صرفی قرضوں پر کنٹرول (Consumer's Credit Control)

بعض اوقات صرفی مقاصد کی تکمیل کے حصول کیلئے جاری کئے جانے والے قرضے بھی ملک میں افراطِ زر کا باعث بنتے ہیں۔ مثال کے طور پر روزمرہ استعمال میں آنے والی اشیا (مثلاً ٹیلی ویژن، کار، فریج، ائیر کنڈیشنر، مکانات وغیرہ) کی خریداری بنکوں یا اقساط پر اشیا فراہم کرنے والی کارپوریشنوں کی وساطت سے کی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے زر کی گردش میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ افراطِ زر کے حالات میں مرکزی بنک صرفی قرضوں کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور مذکورہ بالا اشیا کی خریداری کو سود کا تناسب بڑھا کر محدود کر سکتا ہے۔ اس طرح قسطوں پر حاصل کی جانے والی اشیا کی طلب گھٹ جاتی ہے اور زر کی مقدار کنٹرول میں رہتی ہے۔ لہٰذا صرفی قرضوں کا حجم کم کر کے تیزی سے بڑھتی ہوئی قیمتوں کو روکا جا سکتا ہے۔ تفریطِ زر کے حالات میں مرکزی بنک تجارتی بنکوں کو شرح سود کم کرنے کی ہدایت کرتا ہے تاکہ صرفی ضروریات کیلئے حاصل کئے جانے والے قرضوں کی مقدار بڑھائی جا سکے اور تفریطِ زر کے رجحان کو روکا جا سکے۔

(iii) اخلاقی ترغیب (Moral Persuation)

مرکزی بنک افراطِ زر اور تفریطِ زر کے حالات میں وقتاً فوقتاً تجارتی بنکوں کو اخلاقی طور پر بھی مشورہ دیتا ہے کہ غیر پیداواری مقاصد کیلئے قرضے جاری نہ کریں تاکہ افراطِ زر کا مسئلہ پیدا نہ ہو جبکہ تفریطِ زر کے حالات میں مرکزی بنک زیادہ قرضے جاری کرنے کی اپیل

کرتا ہے تاکہ معیشت کو معاشی بحران سے نکالا جا سکے۔ لہٰذا مرکزی بنک کی اخلاقی تربیت دراصل معیشت کی بھلائی اور خیر خواہی پر مبنی ہوتی ہے۔ جس پر اکثر تجارتی بنک پوری دیانتداری سے عمل پیرا ہوتے ہیں اور ملک میں افراطِ زر اور تفریطِ زر کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔

(iv) نشرواشاعت (Publicity)

مرکزی بنک ملک کے مفاد اور معاشی حالات سے آگاہی کیلئے مختلف شعبہ ہائے پیداواری کی صلاحیت اور نفع ونقصان کے بارے میں باقاعدگی سے معلومات شائع کرتا ہے تاکہ کاروباری حضرات اپنی سرمایہ کاری کی صحیح سمت کا انتخاب کر سکیں اور ملک میں افراطِ زر یا تفریطِ زر کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔ اس کے علاوہ مرکزی بنک کو اختیار حاصل ہوتا ہے کہ جب چاہے تجارتی بنکوں کی قرضہ جاری کرنے کی صلاحیت کو حسبِ ضرورت کم وبیش کر دے تاکہ زیادہ قرضے افراطِ زر اور کم قرضے تفریطِ زر کا باعث نہ بنیں۔

(v) راست اقدام (Direct Action)

اگر کوئی تجارتی بنک مرکزی بنک کے ساتھ تعاون نہ کرے اور اس کے بنائے ہوئے مروجہ قواعد وضوابط کی نفی کرتے ہوئے منافع کمانے کی غرض سے زیادہ قرضے جاری کرتا ہے تو مرکزی بنک اس کے خلاف راست اقدام کرتا ہے۔ راست اقدام کے تحت وہ تجارتی بنک کی ہنڈیوں پر بٹہ لگانے سے انکار کر دیتا ہے۔ قرضے جاری کرتے وقت سختی سے کام لیتا ہے۔ قرضے حاصل کرنے کی شرائط کو مشکل بنا دیتا ہے۔ اس طرح مرکزی بنک تجارتی بنکوں کو راست اقدام کی دھمکی دے کر زری پالیسی کے مطابق زر کی رسد پر کنٹرول حاصل کر لیتا ہے۔

3.6 سود کا مفہوم (Meaning of Interest)

قرآن مجید میں سود کے لیے "ربوٰ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد زائد رقم ہے جو قرض خواہ قرض دار سے اصل رقم کے علاوہ ایک خاص مدت کے بعد وصول کرتا ہے۔ لہٰذا سود کسی شے کا معاوضہ نہیں بلکہ اس مہلت یا خاص مدت کا معاوضہ ہوتا ہے جو قرض خواہ مقروض کو رقم کی واپس ادائیگی کے لیے فراہم کرتا ہے۔ باالفاظ دیگر سود سے مراد اصل رقم کے علاوہ وہ اضافی رقم ہے جو طے شدہ مدت کے حساب سے قرض دار سے وصول کی جاتی ہے اس طرح ہر وہ قرضہ جس میں مذکورہ بالا شرائط پائی جائیں وہ سود کے زمرے میں آتا ہے۔

3.7 بلاسود بنکاری (Interest Free Banking)

اسلام بنیادی طور پر عدل واحسان، باہمی بھائی چارے اور تعاون پر زور دیتا ہے اور مشکل حالات میں دوسروں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھانے والوں کو بُرا سمجھتا ہے۔ اس لیے اسلام نے سود کو حرام قرار دیکر انسانی زندگی سے ظلم، ناانصافی اور استحصال کا خاتمہ کر دیا۔ چونکہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اس لیے نظام حکومت میں سود کی ہر شکل حرام قرار دی گئی ہے۔ لہٰذا پاکستان میں 1981 میں ملکی معاشی نظام کو اسلامی بنیاد پر چلانے کیلئے بلاسود بنکاری کے نظام کو فروغ دیا گیا۔ جس میں بنکاری نظام صرف اور صرف نفع ونقصان میں برابر کی شراکت کے اصول پر استوار کیا گیا۔ یکم جولائی 1985 سے ملک کے تمام بنکوں نے بنکاری کو سودی نظام سے بالکل پاک کر دیا اور ملک کو اسلامی طرز پر ڈھالنے کیلئے بلاسود بنکاری کے سلسلے میں درج ذیل اقدامات کئے۔

(1) نفع ونقصان کے شراکتی کھاتے (Profit and Loss Sharing Accounts)

یکم جولائی 1981 میں تمام قومی بنکوں میں نفع ونقصان کی شراکت کی بنیاد پر لوگوں سے امانتیں وصول کی جا رہی ہیں جس پر تجارتی

بنک موصولہ امانتوں کو منافع بخش کاروبار میں لگا کر منافع کماتے ہیں اور پھر کمائے گئے منافع کو سال میں دو مرتبہ امانتداروں میں تقسیم کرتے ہیں۔ نفع و نقصان کے شراکتی کھاتوں کا حساب ہر سال جون اور دسمبر کے اختتام پر لگایا جاتا ہے۔ جس میں سودی امانتوں پر ہونے والے اخراجات اور رقم کا کچھ حصہ زر محفوظ رکھ کر باقی رقم منصفانہ تناسب سے کھاتہ داروں اور بنک کے مابین تقسیم کردی جاتی ہے۔ اس لیے عوام ان کھاتوں میں بڑے جوش و خروش سے اپنی رقوم جمع کراتے ہیں۔ یکم جولائی 1985 سے تمام بنکوں کے کاروبار کو سودی نظام سے پاک کر کے اب کاروباری شعبوں کی مالی ضروریات کو درج ذیل اسلامی طریقوں سے پورا کیا جاتا ہے۔

(i) مشارکہ (Musharika)

مشارکہ کے تحت بنک یا دیگر مالیاتی ادارے کاروباری فرموں یا اداروں کو نفع و نقصان میں شراکتی بنیادوں پر سرمایہ فراہم کرتے ہیں۔ اس صورت میں تجارتی بنک قرضے فراہم کرتے ہیں اور کاروباری حضرات انھیں کاروبار میں لگاتے ہیں۔ بنک قرضے فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کا جائزہ لیتا ہے کہ جس منصوبہ میں سرمایہ کاری کی جا رہی ہے وہ منافع بخش بھی ہے یا نہیں۔ اسطرح بنک اپنے شراکت داروں کے ساتھ رہبر کے طور پر کام کرتا ہے اور نفع و نقصان دونوں میں برابر شریک ہوتا ہے۔

(ii) مضاربہ (Modaraba)

مضاربہ میں ایک شخص سرمایہ فراہم کرتا ہے اور سرمایہ استعمال کرنے والا اپنی قابلیت اور صلاحیتوں کے بل بوتے پر کاروبار چلاتا ہے دونوں کاروبار کے نفع و نقصان میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ آج کل مضاربہ سرٹیفکیٹس بھی استعمال میں آرہے ہیں جن کو کاروباری کمپنیاں فروخت کرتی ہیں۔ ان کی میعاد کا تعین حکومت کرتی ہے اور ان کے خریداروں اور کمپنی کے درمیان نفع و نقصان کی شراکت اور رقم کی واپسی کے بارے میں تمام معاملات طے شدہ ہوتے ہیں۔

(iii) کرایہ داری کی شراکت (Rental Sharing)

اس طریقہ کے تحت بنک اور دیگر مالیاتی ادارے مثلاً ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن پاکستان میں جائیداد کو خرید کر اپنے گاہکوں کے ساتھ معاہدے کرتے ہیں جن کے تحت وہ جائیداد کے کرائے اور اس کی دیگر آمدنی میں سے حصہ وصول کرتے ہیں۔

(iv) خریداری پر مبنی کرایہ (Lease Financing)

سرمایہ کاری کے اس طریقے میں مالیاتی ادارے کسی گاہک یا کاروباری ادارے کے لیے کوئی اثاثہ خریدتے ہیں اور اسے کرایہ پر دے دیتے ہیں۔ مذکورہ فرم نا صرف کرایہ ادا کرتی ہے بلکہ اثاثہ پر لگایا گیا سرمایہ بھی ایک خاص عرصہ وقت میں مالیاتی ادارے کو واپس لوٹا دیتی ہے۔ رقم کی واپسی کے بعد اثاثے کی ملکیت اس فرم کو منتقل کردی جاتی ہے۔

(v) حصصی شراکت (Equity Participation)

سرمایہ کاری کے اس طریقے میں بنک سرمایہ کی فراہمی کیلئے مشترکہ سرمائے کی انجمنوں کے حصص بازار میں رائج قیمتوں پر خرید لیتے ہیں۔ اس طرح بنک اور مشترکہ سرمائے کی کمپنیوں کے درمیان منافع اور نقصان برابر تقسیم ہوتا ہے۔

(vi) مارک اپ (Mark Up)

بنک مارک اپ کے تحت اپنے گاہکوں کو ضرورت کی اشیا خرید کر دے دیتا ہے اور گاہک ان اشیا کو مناسب قیمت وصول کر کے فروخت کر دیتے ہیں اور بنک کو اشیا کی ادائیگی آسان اقساط میں کرتے ہیں۔

(vii) قرض حسنہ (Qarz-e-Hasna)

مرکزی بنک کی ہدایت پر تجارتی بنک ضرورت مندوں کو کسی قسم کے منافع یا سود کے بغیر قرضے جاری کرتے ہیں۔ ایسے قرضے نہ صرف غیر سودی ہوتے ہیں بلکہ ان پر بنک کوئی سروس چارجز بھی وصول نہیں کرتے۔ قرض دار یہ قرض اس وقت تک واپس کر سکتا ہے جب وہ اسکی استطاعت رکھتا ہو۔ اس قسم کے قرضے زیادہ تر طالب علموں کو تعلیم و تربیت کے مقاصد کیلئے فراہم کیے جاتے ہیں۔

3.8 نیشنل کمرشل بنک سعودی عربیہ
(National Commercial Bank Saudi Arabia)

نیشنل کمرشل بنک سعودی عربیہ (NCB) 26 دسمبر 1953 میں قائم ہوا۔ اس کا کل ادا شدہ سرمایہ (Paid up Capital) تیس ملین سعودی ریال (SR 30 Millions) تھا۔ یکم جولائی 1997 تک یہ بنک جنرل پارٹنرشپ کی حیثیت سے اپنا کام سرانجام دیتا رہا لیکن دسمبر 1999 میں حکومت نے اس بنک کو مالی حیثیت دے دی۔ اس وقت اس بنک کا کل ادا شدہ سرمایہ پندرہ ہزار ملین سعودی ریال ہے۔ 2007 میں اس بنک کے کل اثاثوں کی مالیت دو لاکھ آٹھ ہزار سات سو سترہ ملین سعودی ریال (SR 208717 Million) تک پہنچ چکی ہے۔ جس میں چھ ہزار اڑتیس ملین سعودی ریال (SR 6038 Million) کا خالص منافع (Net Profit) دیکھا گیا ہے۔ جنوری 2008 کے شروع تک اس بنک کی 266 برانچیں اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہیں جن میں سے 174 برانچیں خالصتاً اسلامی بنکاری نظام کے تحت اپنی خدمات بڑی مہارت سے ادا کر رہی ہیں۔ 2008 میں بنک کے گاہکوں کی تعداد دو ملین سے زیادہ ہو چکی ہے۔ اس بنک کی 1184 اے ٹی ایم (ATM) مشین لوگوں کو چوبیس گھنٹے کیش کی سہولت فراہم کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ اس بنک نے اپنے گاہکوں کی سہولت کے لیے آن لائن خرید و فروخت (On line Sale Purchase) کی سہولت بھی فراہم کر رکھی ہے۔

3.9 مرکزی بنک آف ملائشیا (Central Bank of Malaysia)

مرکزی بنک آف ملائشیا کا قیام بنک ایکٹ 1958 کے تحت 26 جنوری 1958 میں عمل میں آیا۔ اس بنک کے اہم فرائض میں نوٹ جاری کرنا، حکومت کو مالیات کی فراہمی اور سرمایہ کاری کے لیے فنڈز مہیا کرنا، ملکی کرنسی کی قدر اور رسد کو موثر بنانا، اعتباری زر کو مستحکم کرنا، تجارتی بنکوں کی دستاویزات اور ہنڈیوں کو بٹہ لگانا وغیرہ شامل ہیں۔ اس بنک کا کل منظور شدہ سرمایہ 200 ملین رینگٹ (Ringgit) ہے۔ حکومت نے رینگٹ کو قانونی زر کی حیثیت دینے کے لیے قیمتوں کی ادائیگی کے سلسلے میں ایک حد مقرر کر دی ہے جو سین (Sen) کی ادائیگی کے وقت پیش آتی ہے۔ مثال کے طور پر 10 رینگٹ کی ادائیگی اگر سین (Sen) چھوٹے سکوں کی صورت میں کرنا ہو تو ایسے میں 50 سین تک مالیت کے سکوں میں ادائیگی قانونی ہوتی ہے۔ اس طرح دو رینگٹ کی ادائیگی 50 سین سے چھوٹی مالیت کے سکوں کی صورت میں کی جا سکتی ہے۔

مشقی سوالات

سوال 1: نیچے دیئے گئے ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ تجارتی بنک کس قسم کی امانتوں پر سود یا منافع ادا نہیں کرتے؟

(الف) میعادی امانتیں (ب) بچت امانتیں

(ج) طلبی امانتیں (د) معینہ امانتیں

2۔ ذیل میں سے کوئی ایک کام مرکزی بنک کے فرائض میں شامل نہیں۔

(الف) نوٹ جاری کرنا (ب) منافع کمانا

(ج) ہنڈیوں پر دوبارہ بٹہ لگانا (د) بازارِ زر کا ناظم

3۔ مرکزی بنک قیمتوں میں استحکام لانے کیلئے جو پالیسی اختیار کرتا ہے اُس کو کہتے ہیں۔

(الف) قیمتی پالیسی (ب) مالیاتی پالیسی

(ج) زری پالیسی (د) حکومتی پالیسی

4۔ پاکستان میں نفع ونقصان کے شراکتی کھاتوں کو کھولا گیا۔

(الف) 1981 میں (ب) 1985 میں

(ج) 1973 میں (د) 1979 میں

5۔ ذیل میں سے کوئی ایک نظام پاکستان میں نوٹ جاری کرتے وقت اپنایا جاتا ہے۔

(الف) زرِ مبادلہ کا نظام (ب) معینہ حد کا نظام

(ج) متناسب محفوظ سرمائے کا نظام (د) اعتباری زر کا نظام

سوال 2: درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہیں پُر کریں۔

1۔ تجارتی بنک قرضے جاری کرتے وقت ہنڈیوں پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لگاتا ہے۔

2۔ اعتباری زر کی تخلیق=۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔%زرنقد کا تناسب۔

3۔ تجارتی بنک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی بنیاد پر کئی گنا زیادہ مالیت کے قرضے جاری کرتے ہیں

4۔ پاکستان میں زرِ محفوظ کا تناسب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فیصد ہوتا ہے۔

5۔ لوگ اپنی قیمتی امانتیں، اثاثے اور زیورات بنکوں کے فراہم کردہ۔۔۔۔۔۔۔۔میں رکھواتے ہیں۔

سوال 3: کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے دُرست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
ہنڈیوں پر دوبارہ بٹہ لگانا	افراطِ زر	
شرح بنک میں اضافہ	زری رسد میں کمی	
تفریطِ زر	مرکزی بنک	
کفالتوں کی خرید و فروخت	تجارتی بنک	
قرضے کیلئے ضروری	ضمانتیں، اثاثے	
	کھلے بازار کا عمل	

سوال 4: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

1۔ بنک سے کیا مراد ہے؟

2۔ طلبی امانتوں اور بچت امانتوں میں کیا فرق ہے؟

3۔ زرِ اعتبار تخلیق کرنے کیلئے ضروری شرائط کیا ہیں؟

4۔ فہرستی اور غیر فہرستی بنکوں میں کیا فرق ہے؟

5۔ نفع و نقصان کے شراکتی کھاتوں سے کیا مراد ہے؟

6۔ معینہ حد کے نظام اور متناسب محفوظ سرمائے کے نظام میں کیا فرق ہے؟

7۔ مضاربہ اور مشارکہ میں کیا فرق ہے؟

8۔ قرضِ حسنہ سے کیا مراد ہے؟

9۔ مرکزی بنک کو بنکوں کا بنک کیوں کہا جاتا ہے؟

10۔ زری پالیسی سے کیا مراد ہے؟

سوال 5: درج ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے تحریر کریں۔

1۔ تجارتی بنکوں سے کیا مراد ہے؟ ان کی اقسام بیان کریں۔

2۔ تجارتی بنکوں کے فرائض پر روشنی ڈالیں۔

3۔ تجارتی بنک زرِ اعتبار کی تخلیق کس طرح کرتے ہیں نیز اس سلسلے میں درپیش حد بندیوں کا بھی ذکر کریں۔

4۔ مرکزی بنک سے کیا مراد ہے؟ مرکزی بنک کے فرائض بیان کریں۔

5۔ بازارِ زر کے ناظم کی حیثیت سے مرکزی بنک کی زرِ اعتبار کنٹرول کرنے کی زری پالیسی کا جائزہ لیں۔

6۔ پاکستان میں بلاسود بنکاری نظام کی ترویج کے لیے کی گئی کوششوں کا ذکر کریں۔